

"In accordance with the provisions of Rule 96 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in Lok Sabha, I am directed to enclose herewith a copy of the Appropriation (Railways) No. 2 Bill, 1963, as passed by Lok Sabha at its sitting held on the 13th March, 1963.

2. The Speaker has certified that this Bill is a Money Bill within the meaning of article 110 of the Constitution of India."

Sir, I lay the Bill on the Table.

THE AGRICULTURAL REFINANCE CORPORATION BILL, 1963—

continued.

MR. CHAIRMAN: Mr. Venkateswar Rao was speaking on this Bill yesterday.

SHRI N. VENKATESWARA RAO (Andhra Pradesh): Mr. Chairman, Sir, as I was saying yesterday before the House rose for lunch, it is highly desirable that the term "agriculture" in clause 2 of the Bill should include tea and coffee plantations. In case a narrow view is not taken of the term "agriculture", it certainly includes not only tea and coffee plantations but also all others such as rubber and cashew nut. What I, therefore, wish, Sir, is that the Government should make it clear that the term "agriculture" in this particular clause is used in its widest sense.

[THE DEPUTY CHAIRMAN in the Chair]

Now, Madam the Economic Survey for 1962-63 indicates that while there was a bumper crop of raw jute and the production of groundnuts was also higher, the production of sugarcane and cotton had decreased. The report also states that excepting jute and vanaspati, the production of some of our agriculture-based industries such as tea, coffee and sugar has either gone down or is stagnant. For meeting this situation it is, I need hardly say, essential that tea and coffee plantations should be given adequate facilities

not only to stem the present decline in their production but also to achieve further development. In a majority of cases tea and coffee plantations are, no doubt run by people with enough capital resources and credit facilities through normal channels. But it is desirable that new plantations are encouraged for it would help us to earn more of the much needed foreign currency. Speaking of my own State, Andhra Pradesh, it has some areas which are suitable for tea and coffee plantations—I refer in particular to Aruku Valley—and these can be brought under tea and coffee plantations provided enough credit facilities are made available.

Madam, I find that in our discussion of this Bill as also of some other Bills, whenever a reference is made to officials, hon. Members of the opposition groups invariably associate them as a class with such heinous crimes as corruption, bribery and nepotism. These groups may one day become opposition parties. A day may also come—which I do not naturally wish for—when one of these opposition parties may come to form the Government. If such a thing happens, it would be very necessary for that party to enlist the whole-hearted co-operation of the officials. How could they do it if they go on accusing day in and day out the officials as a class of every possible crime that they could think of? In following this short sighted policy they are, I believe, jeopardising the chances of success of the Government when they come to form one such. Moreover, taking human psychology into consideration, it should be conceded that if you go on accusing any particular class of corruption, bribery, nepotism and all such things, even those that are honest amongst them may come to feel as to why they should not reap the benefit of being immoral when they are in any case being accused of being immoral. So, I think from that point of view the attitude of the opposition groups is not in the best interests of either themselves or of the country.

THE DEPUTY CHAIRMAN: Yesterday you had said that you wanted a moment. Please finish.

SHRI N. VENKATESWARA RAO: I would not take more time of the House, Madam, but I would like to draw the attention of the Government to the need of providing even short-term credit on a more liberal basis. We find from the Economic Survey of 1962-63 that Government has thought that it is very necessary in the interests of encouraging further production that a minimum procurement price should be fixed for rice. Accordingly they have fixed for the common varieties of rice Rs. 15. to Rs. 17.37 per maund as the procurement price. This is a correct step, a very welcome step. But I find that because the Reserve Bank has put some stringent restrictions on short-term credit, the prevailing prices of rice are much lower in my State, Andhra Pradesh, than the procurement prices, and so the peasants are not able to get even the procurement price. I therefore plead that it is very essential that this matter should be looked into, and the Reserve Bank should be instructed that they should take a more liberal view about short-term credit.

شری پیارے لال کورل ددطالبہ

(اثر پردیس): مہود یہ یہ ایگریکلچرل ریفرنڈس کارپوریشن بل جو سدن کے سامنے ہے جہاں تک اس کی معاشیات کا تعلق ہے اس کے ایس اپنڈ ایجیکٹس کا تعلق ہے میں اس کے حق میں ہوں یہ بل اس فوس کے اندر پاس ہو کیوں کہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جہاں تک انڈسٹری کی قورپمنٹ کا سوال ہے اور وہاں جو مزدور لوگ کام کرتے ہیں ان کا تعلق ہے بہت سے ایسے ایکٹس موجود ہیں

جن کے ماتحت ان کو سہولیتیں بھی ملتی ہیں، امداد بھی ملتی ہے اور مزدوروں کی بھلائی کے لئے بہت سے ایکٹس موجود ہیں جیسے انڈسٹریل فائنانس کارپوریشن ایکٹ موجود ہے اسی طرح سے انڈسٹریل کریڈٹ ایلڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن موجود ہے - اسی طرح سے نیشنل انڈسٹریل ڈولپمنٹ کارپوریشن موجود ہے انڈسٹریل ڈی فائنانس کارپوریشن بھی انڈسٹریز کے لئے ہے اور مزدوروں کے لئے میلمم ویجز ایکٹ ہے انڈسٹریل ڈسپوٹس ایکٹ ہے اسے درجنوں ایکٹس موجود ہیں جن سے ان کی بھلائی ہوتی ہے - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ایگریکلچر میں جو لوگ کام کرتے ہیں کاشت کاری میں جو لوگ کام کرتے ہیں ابھی تک ان کو سہولت بہم نہیں پہنچائی گئیں اور ہم آج جو بہت سا غلہ باہر سے منگاتے ہیں اس پر ہمارا فارن ایکسچینج خرچ ہوتا ہے اور سینکڑوں ٹن غلہ باہر سے آنا ہے اگر ہم کو اس دیس کو سیلف سوفیشٹ بنانا ہے تو ایسے بلس کی بہت سخت ضرورت ہے - مگر دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ بل ان کسانوں کی واقعی مدد کر سکے گا یا نہیں - ہم ایسی کوشش کریں کہ کسانوں کو زیادہ سے زیادہ مدد مل سکے اور ہمارا ایگریکلچرل آؤٹپٹ بڑھ سکے اس طرح سے اس دیس کے اندر لگ بھگ چار کروڑ لیٹریس ایگریکلچرل میٹیرس ہیں کھیتی ہر مزدور ہیں ان کے لئے بھی کچھ کرنا پڑے گا اور

جب تک ان لوگوں کے لئے نہیں کیا جاتا تب تک اس ایکٹ کو لانا بالکل بے کار ہے ۔

یہاں پر اس بل کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ یہ جو روپیہ ہے یا لون وغیرہ ہے وہ ایگریکلچر کے لئے دیا جائے گا تو ایگریکلچر کا مطلب سیکشن ۲ سب سیکشن (اے) میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس میں پونٹری فارملنگ انجیل ہسٹری اور قیری فارملنگ بھی شامل ہے ۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس کو ذرا سا اور وسیع کر دیا جائے اور اگر آپ اس کے اندر ریجیٹریل اور فرورٹ گرونگ اور پگری وغیرہ کو بھی رکھ دیں گے تو وہ چیز اسپسفیکیلی اس میں آ جائے گی ۔ اس کے سیکشن ۲ میں کہا گیا ہے کہ یہ لونز کس کس کو دیئے جائیں گے سب-کلاز (ایف) میں ایلیمنٹریل انسٹی ٹیوشن کو لون دئیے جانے کی بات کہی گئی ہے ۔ ایلیمنٹریل انسٹی ٹیوشن کسکو رکھا گیا ہے ۔

“(i) a central land mortgage bank or a State co-operative bank or a scheduled bank, being in each case a shareholder of the Corporation; and

(ii) a co-operative society (other than a central land-mortgage bank or a State co-operative bank) approved by the Reserve Bank in this behalf;”

اگے وہ کہتے ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی ایلیمنٹریل نہیں ہوگا تو میں ایک

درخواست ضرور کروں گا کوآپریٹو سوسائٹی کے متعلق میں آپ سے یہاں کرنا ہوں کہ کسی طرح سے اس دیس میں کوآپریٹو سوسائٹی کامیاب نہیں ہرئی ہے ۔ اگر ایلیمنٹریل انسٹی ٹیوشن میں پبلک لمیٹڈ کمپنی کو اور پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کو شامل کر لیں تو میں اس کو زیادہ بہتر سمجھوں گا۔ اگر آپ انڈریجریٹل کو بھی لون اور گرانٹ دیں تو اور اچھا ہے مگر یہ دیکھئے گا کہ وہ واقعی کاشت کار ہے یا نہیں ۔ کیا وہ واقعی امداد تھک طور سے استعمال کرسکتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے پاس اس طرح کے سادھن ہیں یا نہیں کہ جس سے وہ پروڈکشن بڑھا سکتا ہے تو میں کہنا چاہتا ہوں ایلیمنٹریل انڈریجریٹل کے پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کو اور پبلک لمیٹڈ کمپنی کو ان سب کو اس میں شامل کر لیجئے تاکہ سب کو زیادہ سے زیادہ سہولیت پیدا ہو جائے ۔ اور پروڈکشن بڑھے ۔

جہاں تک کوآپریٹو سوسائٹیز کا تعلق ہے مجھے اس بارے میں بڑا بھاری تجربہ ہے ۔ میرا کہنا یہ ہے کہ ہمارے دیس میں زیادہ تر لوگ ان پڑھ ہیں اور دیہات کے لوگ یہ نہیں جانتے کہ کوآپریٹو سوسائٹیز کس طرح سے کام کرتی ہیں ۔ ان کے قانریکٹر کس طرح سے چنے جاتے ہیں

[شری پیارے لال کرپل دہطالب:]
 اور ان کے بانی لڑ کا کھا مطلب ہے -
 دیہات کے لوگ ان سب باتوں سے
 نا واقف رہتے ہیں جس کا نتیجہ
 یہ ہوتا ہے کہ چالاک قسم کے آدمی
 جو درا قانون جانتے ہیں وہ قریب
 کاشت کاروں کی کاشت پر سہارے پر
 بے جا فائدہ اٹھاتے ہیں - بعض وقت
 کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو روپیہ
 فنڈ کر دیتے ہیں جو ان پڑھ ہوتے
 ہیں قریب ہوتے ہیں ان سے کسی
 کافڈ پر انکوٹھا لکوا لیتے ہیں تاکہ یہ
 ثابت ہو جائے کہ روپیہ انہوں نے لیا
 ہے - اس طرح سے لوگ دیہ
 ان پڑھ دیہاتیوں کو پھلسا دیتے ہیں
 اور انہیں جیل ہو جاتی ہے - اس
 طرح سے پڑھ لکھے لوگ فنڈ کرتے
 ہیں اور بے قصور لوگوں کو پھانس دیا
 جاتا ہے -

اس کے علاوہ اس میں سب سے
 بڑی رکاوٹ جو ہے وہ یہ ہے کہ کوآپریٹو
 سوسائٹیز میں جو لوگ کام کرتے
 ہیں وہ ہی خود قانون کو چھوڑ دیتے
 ہیں - جب ان کے خلاف کوآپریٹو
 سوسائٹی کے ممبر بڑے افسروں کو
 شکایت لکھتے ہیں تو وہ افسر اسپیکٹر
 اور سپروائزر کو ہی جانچ کرنے کے لئے
 لکھتے ہیں یہی لوگ قانون کو توڑتے
 ہیں تو پھر انکواری کیا کریڈٹ -
 اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ اسپیکٹر
 اور سپروائزر جنہیں انکواری کا کام

سونپ دیا جاتا ہے بعد میں من
 مانی کرتے رہتے ہیں - نتیجہ اس
 کا ذاتی علم ہے کیونکہ مہرے پاس
 بہت سے ایسے کیس ہیں اس سے
 قائم نہیں ہے جس سے میں سدن
 کے سامنے رکھ سکوں - لیکن یہ بات
 ہر آدمی جانتا ہے کہ گاؤں میں جتنی
 بھی کوآپریٹو سوسائٹیز ہوتی ہیں
 ان میں اس طرح کی باتیں ہوتی
 رہتی ہیں - اس لئے میں نے کہا
 کہ آپ لیمنٹڈ کمپنی انڈیورسٹریل جو
 ہیں پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی جو ہیں
 ان سب کو ایجیبل اسٹی ٹیوشن
 میں شامل کر لینا چاہئے -

اس کے بعد جو سب سے بڑی رکاوٹ
 اس مروجہ میں ہے وہ کاشت ازم کی
 ہے - کچھ سال پہلے کریڈٹ سوسائٹی
 کے بارے میں ایک سرکاری رپورٹ میں
 کہا تھا کہ کاشت ازم کی وجہ سے کوآپریٹو
 مروجہ کے کام میں بہت بڑی رکاوٹ
 پیدا ہوئی ہے - آج ہماری کوآپریٹو
 سوسائٹیز ذات پات کی شکار بنی
 ہوئی ہیں - کوآپریٹو سوسائٹیز کی
 مروجہ اس لئے کامیاب نہیں ہوتی
 کیونکہ ان کے اندر کاشت ازم ہے اور جب
 تک یہ زہر ختم نہیں ہوتا تب تک
 کوآپریٹو مروجہ کامیاب نہیں ہو
 سکتی ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ جو
 چھوٹی ذات کے لوگ ہیں وہ ان پڑھ
 ہوتے ہیں اور انہیں اس قانون کے
 بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں رہتا

ہے - دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے دیس میں پولیٹیکل کونشنسلیس نہیں ہے - سوشل کونشنسلیس نہیں ہے آپ ان لوگوں کے اندر تعلیم پڑھائیے اور ان کو کوآپریٹیو کے بارے میں صحیح صحیح باتیں بتلائیں - کوآپریٹیو سوسائٹیز کس طرح سے فلکشن کرتی ہیں یہ سب باتیں آپ کو ان کو بتانا چاہئے - اس طرح کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں کہ ایک انسپیکٹر کسی قریب سے گٹھ پر انگوٹھا لگوالے اور اس طرح سے ایک بے قصور دیہاتی کو پھنسا دے - اگر کوآپریٹیو سوسائٹی مروجہ ملک کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں تو دیس کے اندر تعلیم لائیں اور لوگوں میں پولیٹیکل کونشنسلیس پیدا کیجئے - ان لوگوں کو یہ بتلائیں کہ کوآپریٹیو سوسائٹیز سے تمہیں کس کس طرح سے فائدہ ہو سکتا ہے - آج حالت یہ ہے کہ ان لوگوں کا اپروچ نہیں ہے اس لئے وہ اچھی طرح سے کوآپریٹیو سوسائٹیز کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں اور جو خود غرض لوگ ہیں وہ ان سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں -

اسی طرح سے کہ پتھر مزدوروں کی حالت ہے اس دیس میں کھیتی مزدوروں کی تعداد چار کروڑ کی ہے لیکن ان کے لئے بھی اس میں کوئی پروویژن نہیں ہے ان کے بہتری کے لئے کوئی اسکیم نہیں ہے - میرا کہنا یہ ہے کہ جن سوسائٹیز یا سنسٹھاور

میں پچاس فی صدی ممبر لینڈ لیس لیبر یا کھیتی ہر مزدور ہوتے ہیں انہیں کی آپ کو امداد کرنی چاہئے اور انہی سوسائٹیز کو ہر قسم کی امداد دیجئے - اس قانون میں یہ دیا ہوا ہے کہ کارپوریشن پچاس لاکھ روپے تک کی امداد کوآپریٹیو سوسائٹیز کو دے سکتی ہے اور اگر اس سے اوپر رقم دیتی ہو تو اسے ریزرو بنک سے اجازت لینی ہوگی - میرا کہنا یہ ہے کہ یہ رقم پچیس لاکھ روپے تک نہ دیلی جائے اور اس سے اوپر کی رقم دیلی ہو تو پھر ریزرو بنک سے اجازت مانگنی چاہئے - یہ تو میری رائے ہے مگر آپ اس بارے میں بہتر جانتے ہونگے -

ایک بات آپ سے میں ادب سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جتنے بھی ایوزیشن پارٹی کے لوگ ہیں اور جہاں تک سوشلسٹ پارٹی کا سوال ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کسانوں اور کھیتی ہر مزدوروں کی ترقی چاہتے ہیں - ہم یہ چاہتے ہیں کہ دیس میں ایگریکلچرل پروفیکشن بڑھے اس لئے ہماری آپ سے یہ عرض ہے کہ آپ اس کام میں سیاست کو نہ لائیں - آپ یہ بات نہ کیجئے کہ انہیں کوآپریٹیو سوسائٹیز کو مدد دی جائیگی جن کا تعلق کانگریس سے ہو - جن کی مدد دینی ہوگا کے ساتھ ہو یا جو

[شری پیارے لال کریل دہطالبہ]

حکومت سے تعلق رکھتی ہو۔ آپ کو اس بارے میں سب کے ساتھ برابر کا سلوک کرنا چاہئے اگر کسی سوسائٹی کا چیرمیں یا سیکریٹری مخالف پارٹی سے تعلق رکھتا ہو تو اس کو گرانٹ دینا بلند نہ کریں۔ اگر آپ نے یہ رویہ اختیار کیا تو کوآپریٹو مومنٹ میں رکاوٹ پیدا ہوگی اس لئے میری آپ سے یہ عرض ہے کہ اس کام میں آپ سیاست کو نہ لائیں۔ اگر آپ کوآپریٹو مومنٹ کو سارے ملک میں پھیلانا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ بات ضرور کرنی ہوگی ورنہ آپ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے ہوں۔ اگر آپ نے یہ کام نہیں کیا اگر آپ نے یہ رویہ اختیار نہیں کیا تو دیہاتوں کی فضا بگڑ جائیگی، وہاں پر پارٹی بلدی ہوگی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارے ملک کی فضا خراب ہو جائیگی جس سے ایگریکلچرل پروڈکشن اور کم ہو جائیگا۔ اس لئے میں ادب سے گزارش کروں گا کہ آپ پوائنٹیکل کنسیڈریشن کی بنا پر کسی کو بھی امداد نہ دیجئے۔ بلکہ جو بھی اس کا حقدار ہے اس کو دیجئے چاہے وہ کسی پارٹی سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔

میں زیادہ نہ کہہ کر خاص طور پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جہاں تک کھیتی اور مزدوروں کا تعلق ہے انہیں

صاحبِ طور پر مزدوری ملتی ہے یا نہیں۔ ایکچول ٹیلر آف دی سوال جو ہیں ان کو ان کوآپریٹو سوسائٹی سے فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں پہنچتا ہے تو انہیں آپ کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ اس کام میں جلدی سے کامیابی حاصل ہو۔

ایک بات میں اور آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹی کو آپ صاحبِ طرح سے امداد دیجئے اور مڈل میں کو بیچ میں نہ آنے دیجئے۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال رکھنا چاہتا ہوں یہاں دلی میں دلی گارمنٹ کوآپریٹو سوسائٹی نجف پور ہے جو اس سے آر سی کے لئے اسٹیپنڈنگ کا کام کر رہی ہے اسے ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ نے سیدھا کنٹریکٹ تو نہیں دیا ہے بلکہ ایک پرائیویٹ لیڈنگ کمپنی جس کا نام ملنگلا ٹریڈنگ کمپنی ہے جو فرینڈس کالونی میں ہے اس کو یہ کام ملا ہوا ہے اس پرائیویٹ کمپنی کا ایڈاڈریمنسٹریٹو نہیں ہے اس کا گھر میں دفتر بنا ہوا ہے اور یہ ایک باپ اور لڑکے پر مشتمل ہے۔ لیکن آر سی نے اس کمپنی کو لاکھوں روپیہ کا اسٹیپنڈنگ کا کنٹریکٹ بغیر تندر کے اور بہت اونچے بہڑ پر دے رکھا ہے اس ملنگلا ٹریڈنگ کمپنی نے جو خود تو اسٹیپنڈنگ کا کام نہیں کرتی

س کام کو دلی گارمنٹ کو آپریٹو سوسائٹی کو اسٹیجنگ کے لئے دے رکھا ہے۔ اس کمپنی کو آرمی سے موزی شریٹس اسٹیجنگ کے لئے دیئے گئے ہیں جو فی شریٹ ایک روپیہ ۲۵ نئے پیسے پڑتا ہے۔ اس کمپنی نے کوآپریٹو کو ۶۰ نئے پیسے فی شریٹ اسٹیجنگ کے لئے دیا ہے اور اس طرح سے وہ فی شریٹ ۶۵ نئے پیسے کما رہی ہے۔ اسی طرح موزی شریٹس ایک روپیہ ۲۵ نئے پیسے فی اسٹیجنگ چارج میں دیا گیا ہے اور اس نے ۶۰ نئے پیسے فی شریٹ کوآپریٹو سوسائٹی کو دیا ہے اسی طرح سے اس میں اس کو ۶۵ نئے پیسے فی شریٹ میں نفع ہو رہا ہے۔ اسی طرح سے موزی ٹراورز ۲ روپیہ فی ٹراورز سیلے کے چارج اس کمپنی کو دے گئے اور اس نے ۹۰ نئے پیسے کے حساب سے اس کوآپریٹو سوسائٹی کو دیا اس طرح سے اس نے ایک موزی ٹراورز پر ایک روپیہ ۱۰ نئے پیسے کمائے اسی طرح سے موزی اور آل ۳ روپیہ ۵۰ نئے پیسے کے حساب سے دیا گیا اور اس کوآپریٹو کو ملنگ ٹریڈنگ کمپنی نے ایک روپیہ ۵۰ نئے پیسے کے حساب سے دیا۔ اس میں بھی اس طرح سے دو روپیہ فی موزی اور آل اس کو فائدہ ہوا اس طرح سے صرف تین مہینے میں سارے ٹھیکے میں ۸ لاکھ ۷۰ ہزار سات سو ۶۰ روپیہ شری کپور نے اس کام میں

کما لیا ہے جبکہ کپڑا وغیرہ سرکار خرید دے رہی ہے۔ اس طرح سے گورنمنٹ کی آنکھوں کے سامنے یہ کام ہو رہا ہے اور پھر بھی گورنمنٹ اس سے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا رہی ہے۔ آرمی نے اس طرح سے اسٹیجنگ کا کام ایک آدمی ہاتھ دے دیا ہے جو کہ انڈیوچونل کمپنی ہے۔ جب سرکار مڈل میں کو ختم کرنا چاہتی ہے تو اس طرح کے لاکھوں روپیے کا ٹھیکہ اس کمپنی کو کیوں دیا گیا اور کوآپریٹو سوسائٹی کو سیدھا کیوں نہیں دے دیا گیا۔ میں آنریبل منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس معاملہ میں پوری طرح سے سپیشل پولیس یا سی۔ آئی۔ سی کے ذریعہ انکوائری کریں گے اور دیکھیں گے کہ یہ بات صحیح ہے کہ نہیں۔ میں نے اس معاملہ کے بارے میں وزیر اعظم لیڈر منسٹر اور ڈیفنس منسٹر صاحب کو بھی لکھا ہے۔ اس کمپنی کے جو ڈائریکٹر شری پی۔ این۔ کھور ہیں وہ اس طرح سے بہت سے کام کر رہے ہیں اور نا جائز طور پر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس لئے میری سرکار سے درخواست ہے کہ جب اس نے مڈل میں کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اس طرح کا کام کوآپریٹو سوسائٹی کو سیدھا کیوں نہیں دیا جاتا۔ مجھے پوری امید ہے کہ سرکار اس پر کارروائی کریگی۔ ارد مڈل میں

[श्री प्यारे लाल कुरील देवाला]
 اس طرح سے فائدہ اٹھاتے ہیں
 ان سے پورا انکم ٹیکس وصول کر کے
 انہیں ختم کریں گی - میں آخر میں
 قبیٹی چور میں صاحبہ - آپ کا
 شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے
 بولنے کا موقعہ دیا - مجھے امید
 ہے سرکار میری باتوں پر اچھی طرح سے
 غور کرے گی -

†[श्री प्यारे लाल कुरील 'तालिब'
 (उत्तर प्रदेश) : महोदया, यह एग्री-
 कल्चरल रिफाइनंस कारपोरेशन बिल जो
 सदन के सामने है जहां तक इसकी मआ-
 शियात का ताल्लुक है, इसके ऐम्स एण्ड
 ग्राबजेक्ट्स का ताल्लुक है, मैं इसके हक में
 हूं। यह बिल इस हाउस के अन्दर पास
 हो, क्योंकि यह देखा गया है कि जहां तक
 इंडस्ट्री की डेवलपमेंट का सवाल है और
 वहां जो मजदूर लोग काम करते हैं उनका
 ताल्लुक है, बहुत से ऐसे एक्ट्स मौजूद हैं,
 जिनके मातहत उनको सहायित्व भी मिलती
 है, इमदाद भी मिलती है और मजदूरों की
 भलाई के लिये बहुत से एक्ट्स मौजूद हैं,
 जैसे इंडस्ट्रियल फ़ाइनेन्स कारपोरेशन
 एक्ट मौजूद है, इसी तरह से इंडस्ट्रियल
 क्रेडिट एण्ड इन्वेस्टमेंट कारपोरेशन मौजूद
 है, इसी तरह से नेशनल इंडस्ट्रियल

डेवलपमेंट कारपोरेशन मौजूद है, इंडस्ट्रियल
 रिफाइनंस कारपोरेशन भी इंडस्ट्रीज के
 लिये है, और मजदूरों के लिये मिनिमम
 वेजज एक्ट है, इंडस्ट्रियल डिस्प्यूट्स एक्ट
 है। ऐसे दर्जनों एक्ट्स मौजूद हैं, जिनसे
 उनकी भलाई होती है। लेकिन देखना
 यह है कि एग्रीकल्चर में जो लोग काम करते
 हैं, काग्तकारी में जो लोग काम करते हैं,
 अभी तक उनको सहायित्व बहम नहीं
 पहुंचाई गई। और हम आज जो बहुत सा
 गल्ला बाहर से मंगाते हैं उस पर हमारा
 फ़ारेन एक्सचेंज खर्च होता है, और सैकड़ों
 टन गल्ला बाहर से आता है, अगर हम को
 इस देश को सेल्फ सफिशियन्ट बनाना है तो
 ऐसे बिल्स की बहुत सख्त जरूरत है। मगर
 देखना यह है कि आया यह बिल इन किसानों
 की बाकई मदद कर सकेगा या नहीं। हम
 ऐसी कोशिश करे कि किसानों को ज्यादा स
 ज्यादा मदद मिल सके और हमारा एग्री-
 कल्चरल आउटपुट बढ़ सके। इसी तरह से
 इस देश के अन्दर लगभग चार करोड़
 लैंडलेस एग्रीकल्चरल लेबरर्स हैं, खेतिहर
 मजदूर हैं, उनके लिये भी कुछ करना पड़ेगा
 और जब तक उन लोगों के लिये नहीं किया
 जाता तब तक इस एक्ट को लाना बिल्कुल
 बेकार है।

यहां पर इस बिल के अन्दर यह कहा
 गया है कि यह जो रुपया है या लोन
 वगैरह है, वह एग्रीकल्चर के लिये दिया
 जायेगा। तो एग्रीकल्चर का मतलब
 सेक्शन २ सब-सेक्शन (ए) में यह
 बताया गया कि उसमें पोल्ट्री फार्मिंग,
 एनिमल हस्बेडरी और डेरी फार्मिंग भी
 शामिल है। मैं यह जरूर कहूंगा कि इसको
 जरा सा और बसीह कर दिया जाये और
 अगर आप इसके अन्दर वेजिटेबल और
 फूट ग्राइंग और पियरी वगैरह को भी
 रख देंगे तो वह चीज स्पेसिफिकली
 इसमें आ जायेगी। इसके सेक्शन २ में
 कहा गया है कि यह लोन्स किसको दिये

जायेंगे। सब-क्लाज (ए) में एलिजबल इंस्टीट्यूशन को लोन दिये जाने की बात कही गई है। एलिजबल इंस्टीट्यूशन किस को रखा गया है—

“(i) a central land mortgage bank or a State cooperative bank or a scheduled bank, being in each case a share-holder of the Corporation; and

(ii) a co-operative society (other than a central land mortgage bank or a State co-operative bank) approved by the Reserve Banking in this behalf;”.

आगे वह कहते हैं कि इनके अलावा कोई एलिजबल नहीं होगा। तो मैं एक दरखास्त जरूर करूंगा। कोआपरेटिव सोसाइटी के मुतल्लिक मैं आप से बयान करता हूं कि किस तरह से इस देश में कोआपरेटिव सोसाइटी कामयाब नहीं हुई है। अगर एलिजबल इंस्टीट्यूशन में पब्लिक लिमिटेड कम्पनी को और प्राइवेट लिमिटेड कम्पनी को शामिल कर लें तो मैं इसको ज्यादा बेहतर समझूंगा। अगर आप इंडिविजुअल को भी लोन और ग्रांट दे तो और अच्छा है। मगर यह देखियेगा कि वह वाकई काश्तकार है कि नहीं; क्या वह वाकई इमदाद ठीक तौर से इस्तेमाल कर सकता है या नहीं; और क्या उसके पास इस तरह के साधन हैं या नहीं कि जिससे वह प्रोडक्शन बढ़ा सकता है। तो मैं कहना चाहता हूं कि एलिजबल इंडिविजुअल को, प्राइवेट लिमिटेड कम्पनी को और पब्लिक लिमिटेड कम्पनी को, इन सबको इस में शामिल कर लीजिये ताकि सबको ज्यादा से ज्यादा सहूलियत पैदा हो जाये और प्रोडक्शन बढ़े।

जहां तक कोआपरेटिव सोसाइटीज का ताल्लुक है, मुझे इस बारे में बड़ा भारी तर्जुबा है। मेरा कहना यह है कि हमारे देश में ज्यादातर लोग अनपढ़ हैं

और देहात के लोग यह नहीं जानते कि कोआपरेटिव सोसाइटीज किस तरह से काम करती हैं, उनके डायरेक्टर किस तरह से चुने जाते हैं और उनके बाइलाज क, क्या मतलब है। देहात के लोग इन सब बातों से नवाकिफ रहते हैं जिसका नतीजा यह होता है कि चालाक किस्म के आदमी जो जरा कानून जानते हैं वह गरीब काश्तकारों की कास्ट पर, सहारे पर, बेजा फायदा उठाते हैं। बाज वक्त कुछ ऐसे लोग होते हैं जो रुपया गवन कर देते हैं; जो अनपढ़ होते हैं, गरीब होते हैं, उनसे किसी कागज पर अंगूठा लगवा लेते हैं ताकि यह साबित हो जाये कि रुपया उन्होंने लिया है। इस तरह से लोग गरीब अनपढ़ देहातियों को फंसा देते हैं और उन्हें जेल हो जाती है। इस तरह से पढ़े-लिखे लोग गवन करते हैं और बेकसूर लोगों को फांस दिया जाता है।

इसके अलावा इस में सबसे बड़ी रुकावट जो है वह यह है कि कोआपरेटिव सोसाइटीज में जो लोग काम करते हैं वो ही खुद कानून को छोड़ देते हैं। जब उनके खिलाफ कोआपरेटिव सोसाइटी के मेम्बर बड़े अफसरों को शिकायत लिखते हैं तो वो अफसर इन्स्पेक्टर और सुपरवाइजर कोई जांच करने के लिये लिखते हैं—यही लोग कानून को तोड़ते हैं तो फिर इन्क्वायरी क्या करेंगे? इसका नतीजा यह होता है कि ये इन्स्पेक्टर और सुपरवाइजर जिन्हें इन्क्वायरी का काम सौंप दिया जाता है बाद में मनमानी करते रहते हैं। मुझे इसका जाती इल्म है, क्योंकि मेरे पास बहुत से ऐसे केस हैं। इस समय टाइम नहीं है जिससे सदन के सामने रख सकू लेकिन यह बात हर आदमी जानता है कि गांव में जितनी भी कोआपरेटिव सोसाइटीज होती हैं उनमें इस तरह की बात होती रहती है। इसलिये

[श्री प्यारे लाल कुरील 'तालिब']

मैंने कहा कि आप लिमिटेड कम्पनी इंडिविजुअल जो है, प्राइवेट लिमिटेड कम्पनी जो है, उन सबको एलिजिविल इन्स्टीट्यूशन में शामिल कर लेना चाहिये।

इसके बाद जो सबसे बड़ी स्कावट इस मूवमेंट में है वो कास्टीज्म की है। कुछ माल पहले क्रेडिट सोसाइटीज के बारे में एक सरकारी रिपोर्ट में कहा था कि कास्टीज्म की वजह से कोआपरेटिव मूवमेन्ट के काम में बहुत बड़ी स्कावट पैदा हुई है। आज हमारी कोआपरेटिव सोसाइटीज जात-पात की शिकार बनी हुई है। कोआपरेटिव सोसाइटीज का मूवमेन्ट इसलिये कामयाब नहीं होता क्योंकि उनके अन्दर कास्टीज्म है और जब तक यह जहर खत्म नहीं होता तब तक कोआपरेटिव मूवमेन्ट कामयाब नहीं हो सकती है। इसकी वजह यह है कि जो छोटी जात के लोग हैं वो अनपढ़ होते हैं और उन्हें इस कानून के बारे में कुछ भी बात नहीं रहता है। दूसरी बात यह है कि हमारे देश में पोलिटिकल कान्सेन्स नहीं है, सोशल कान्सेन्स नहीं है। आप इन लोगों के अन्दर तालम बड़ाइये और इनको कोआपरेटिव के बारे में सहासपूर्वक बातें बतलाइये। कोआपरेटिव सोसाइटीज किस तरह से फंक्शन करता है ये सब बातें आपको उनको बताना चाहिये। इस तरह की बातें नहीं होना चाहिये कि एक इन्स्पेक्टर किसानों से गरीब से कागज पर अंगूठा लगावा ले और इस तरह से एक बैकसुर देहात को फंसवा दे। अगर कोआपरेटिव सोसाइटी मूवमेन्ट को कामयाब बनाना चाहते हैं तो देश के अन्दर तालम लाइये और लोगों में पोलिटिकल कान्सेन्स पैदा काजिये। इन लोगों को यह बतलाइये कि कोआपरेटिव सोसाइटीज से तुम्हें किस तरह से फायदा हो सकता है। आज हालत यह है कि उन लोगों का एप्रोच नहीं है इजलिफ़े थो अन्ध्रा तह से कोआपरेटिव

सोसाइटीज का फायदा नहीं उठा सकते हैं और जो खुदगर्ज लोग हैं वो उनसे फायदा उठा लेते हैं।

इसी तरह से खेतिहर मजदूरों की हालत है। इस देश में खेतिहर मजदूरों को तादाद चार करोड़ की है, लेकिन उन के लिये भी इस में कोई प्राविजन नहीं है। उनकी बेहतरी के लिये कोई स्काम नहीं है। मेरा कहना यह है कि जिन सोसाइटीज या संस्थाओं में ५० फॉसदो मेम्बर लैण्डलेस लेबर या खेतिहर मजदूर होते हैं उन्हीं को आपको इमदाद करना चाहिये और उन्हीं सोसाइटीज को हर किस्म की इमदाद दायिए। इस कानून में यह दिया हुआ है कि कारपोरेशन ५० लाख रुपये तक की इमदाद कोआपरेटिव सोसाइटीज को दे सकती है और अगर इससे ऊपर रकम देना हो तो उसे रिजर्व बैंक से इजाजत लेना होगा। मेरा कहना यह है कि यह रकम २५ लाख रुपये तक कर देना चाहिये और इससे ऊपर की रकम देना हो तो फिर रिजर्व बैंक से इजाजत मांगनी चाहिये। यह तो मेरा राय है मगर आप इस बारे में बेहतर जानते होंगे।

एक बात आप से मैं अदब से कहना चाहता हूं। वो यह है कि जितने भी अपोज़िशन पार्टी के लोग हैं और जहां तक सोसलिस्ट पार्टी का सवाल है, मैं यह अर्ज करना चाहता हूं कि हम किसानों और खेतिहर मजदूरों की तरफ़ से चाहते हैं। हम यह चाहते हैं कि देश में एग्रिकल्चरल प्रोडक्शन बढ़े। इसलिये मेरा आपसे यह अर्ज है कि आप इस काम में सियासत को न लायें। आप यह बात न काजिये कि उन्हीं कोआपरेटिव सोसाइटीज को मदद दी जायेगी जिनका ताल्लुक कांग्रेस से हो, जिनको हमदर्दी सरकार के साथ हो या जो हुकूमत से ताल्लुक रखती हों। आपको इस बारे में सब के साथ बराबर का सलूक करना चाहिये। अगर किसान सोसाइटी

का चेयरमैन या सेक्रेटरी मुखालिफ पार्टी से ताल्लुक रखता हो तो उसको ग्रांट देना बन्द न करें। अगर आपने यह रवैया अख्तियार किया तो कोआपरेटिव मूवमेंट में रूढ़ावट पैदा होगी। इसलिये मेरी आपसे यह अर्ज है कि इस काम में आप सियासत को न लाइये। अगर आप कोआपरेटिव मूवमेंट को सारे मुल्क में फैलाना चाहते हैं तो आपको यह बात ज़रूर करना होगी वरना आप इसमें कामयाब नहीं हो सकते हैं। अगर आप ने यह काम नहीं किया, अगर आपने यह रवैया अख्तियार नहीं किया, तो देहातों को फ़िजा बिगड़ जायेगी, वहाँ पर पार्टीबन्दी होगी और उसका नतीजा यह होगा कि सारे मुल्क का फ़िजा ख़राब हो जायेगी जिससे एग्राकल्चरल प्रोडक्शन और कम हो जायेगा। इसलिये मैं अदब से गुज़ारिषा करूँगा कि आप पोलिटिकल कन्सिडरेशन को बिना पर क़िसा को भी इमदाद न दाजिये, बल्कि जो भी उसका हक़दार है उसको दाजिये चाहे वो क़िसा पार्टी से ताल्लुक क्यों न रखता हो। मैं ज़माद न कह कर खात तौर पर यह अर्ज करना चाहता हूँ कि जहाँ तक खेतियार मजदूरों का ताल्लुक है, उन्हें तहत तौर पर मजदूरों मिनती है या नहीं, एक्चुअल टिलर आफ़ द साइल जो है, उनको इन कोआपरेटिव सोसाइटीज़ से फ़ायदा पहुंचता है या नहीं। अगर नहीं पहुंचता है तो उन्हें आपको फ़ायदा पहुंचाने का कोशिश करना चाहिये ताकि इस काम में जल्दी से कामयाबी हासिल हो।

एक बात मैं और आपसे सामने रखना चाहता हूँ और वह यह है कि कोआपरेटिव सोसाइटीज़ को आप सहो तौर से इमबाद दाजिये और मिडलमैन को बीच में न आने दीजिये। मैं आप के सामने एक मिसाल रखना चाहता हूँ। यहाँ दिल्ली में दिल्ली गारमेंट

कोआपरेटिव सोसाइटी, मजदूर है जो इस समय आमी के लिये स्टिचिंग का काम कर रहा है। उसे डिफेन्स डिपार्टमेंट ने संघा कन्ट्रैक्ट तो नहीं दिया है बल्कि एक प्राइवेट लिमिटेड कम्पनी जिसका नाम मंगला ट्रेडिंग कम्पनी है, जो फ़ेन्ड्स कोलोनी में है, उसको यह काम मिला हुआ है। इस प्राइवेट कम्पनी का अपना प्रमिजिज नहीं है, इसका घर में दफ़्तर बना हुआ है और यह एक बाप और लड़के पर मुश्तमल है। लेकिन आमी ने इस कम्पनी को लाखों रुपये का स्टिचिंग का कन्ट्रैक्ट बग़ैर टेन्डर के बहुत ऊँचे भाव पर दे रखा है। इस मंगला ट्रेडिंग कम्पनी ने जो खुद तो स्टिचिंग का काम नहीं करता इस काम को दिल्ली गारमेंट कोआपरेटिव सोसाइटी को स्टिचिंग के लिये दे रखा है। इस कम्पनी को आमी से मंजूरी शर्ट्स स्टिचिंग के लिये दिये गये हैं जो फ़ा शर्ट एक रूपया पच्चास नए पैसे पड़ता है। मगर इस कम्पनी ने इस कोआपरेटिव को ६० नये पैसे फ़ा शर्ट स्टिचिंग के लिये दिया है और इस तरह से वह फ़ा शर्ट ६५ नये पैसे कमा रहा है। इसी तरह से मंजरी शर्ट्स एक रूपया २५ नये पैसे फ़ा शर्ट स्टिचिंग चार्ज में दिया गया है और उसने ६० नये पैसे फ़ा शर्ट कोआपरेटिव सोसाइटी को दिया है। इस तरह से इसमें उसको ६५ नये पैसे फ़ा शर्ट नफ़ा हो रहा है। इसी तरह से मंजरी ट्राउज़र्स दो रुपये फ़ा ट्राउज़र सीने का चार्ज इस कम्पनी को दिया गया और उसने ६० पैसे के हिसाब से इस कोआपरेटिव सोसाइटी को दिया इस तरह उसने से एक मंजरी ट्राउज़र पर एक रूपया दस नये पैसे कमाये। इसी तरह से मंजरी ओवरअल तीन रूपये पचास नये पैसे के हिसाब से दिया गया और डचे कोआपरेटिव को मंगला ट्रेडिंग कम्पनी ने एक रूपया पचास नये पैसे के हिसाब से दिया। उसमें भी इस तरह से दो रुपये फ़ा मंजरी ओवरअल उसको फ़ायदा हुआ। इस तरह से सिर्फ़

[श्री प्यारे लाल कुरिल 'तालिब']

तीन महीने में सारे ठेके में ८ लाख ५० हजार ७५० रुपया श्री कपूर ने इस काम में कमा लिया जब कि कपड़ा वगैरह सरकार खुद दे रही है। इस तरह से गवर्नमेंट की आखों के सामने यह काम हो रहा है और फिर भी गवर्नमेंट इसके खिलाफ कोई कदम नहीं उठा रही है। आर्मी ने इस तरह से स्टिचिंग का काम एक आदमी के हाथ दे दिया है जो कि इंडिविजुअल कम्पनी है। जब सरकार मिलमैन को खत्म करना चाहती है तो इस तरह का लाखों रुपयों का ठेका इस कम्पनी को क्यों दिया गया और कोओपरेटिव सोसाइटीज को सीधा क्यों नहीं दे दिया गया ? मैं ओनरेबिल मिनिस्टर साहब से दरखास्त करूंगा कि वो इस मामले में पूरी तरह से स्पेशल पुलिस या सी० आई० डी० के जरिये इन्क्वायरी करेंगे और देखेंगे कि यह बात सही है कि नहीं। मैंने इस मामले के बारे में वजीरेआजम, लेबर मिनिस्टर और डिफेंस मिनिस्टर साहब को भी लिखना है। इस कम्पनी के जो डायरेक्टर श्री पी० एन० कपूर हैं वो इस तरह से बहुत से काम कर रहे हैं और नाजायज तौर पर फायदा उठा रहे हैं। इसलिये सरकार से दरखास्त है कि जब उसने मिलमैन को खत्म करने का फैसला कर लिया है तो इस तरह का काम कोओपरेटिव सोसाइटी को सीधा क्यों नहीं दिया जाता। मुझे पूरी उम्मीद है कि सरकार इस पर कार्यवाही करेगी और मिडलमैन जो इस तरह से फायदा उठाते हैं उनसे इन्कम-टैक्स वसूल करके उन्हें खत्म करेगी। मैं आखिर में डिप्टी चैयरमैन साहब आपका शुक्रिया अदा करता हूँ कि आपने मुझे बोलने का मौका दिया। मुझे उम्मीद है सरकार मेरी बातों पर अच्छी तरह से गौर करेगी।]

SHRI JOSEPH MATHEN (Kerala):
Madam Deputy Chairman, I support this Bill which envisages the formation of an institution to extend medium and long-term loans to the agriculturists. Hitherto this Government and

the Planning Commission have been thinking about only the annuals and bi-annuals that are cultivated by the agriculturists of this country, and whatever loans they had been extending during the last fifteen years to the agriculturists were meant only for the development of crops that could be developed within one or two years. Madam, this Bill envisages the formation of an institution which may be able to extend long-term loans for the cultivation of cocoanut, arecanut, pepper, cashew and such other crops, which had been a long felt need of this country, and the agriculturists who are engaged in the cultivation of these crops had all the time been complaining that they were ignored by this Government and the Planning Commission. Now, at least we have had a chance to organise this institution to see that every possible assistance is given for the development of the perennial crops of our country.

Most often whenever an all-India decision is taken with regard to the development of industry or agriculture, the all-India pattern generally ignored the particular features of the various States and the particular types of industry and agriculture that are existing in the various parts of this country. That was the reason why all these fifteen years we could not give ample assistance to perennial crops that require long-term assistance from the Government and other financing institutions. Now, this Agricultural Refinance Corporation, which is having sufficient powers to instruct the Agricultural financing institutions in this country to formulate their policies, as to which agriculturists and how the loans are to be sanctioned, will please remember, when they formulate the rules, that ample provision is made to grant sufficiently long-term loans to those crops that are to be developed in this country. Now, cocoanut cultivation generally requires loans up to, say, fifteen years—for the development of cocoanut plantations. At present, the short-term and the medium-term loans that are given to the agricul-

turists of this country are be paid back within one or two years. For the cocoanut cultivator the loan should be given for at least ten years so that he may be able to develop this plantation and get sufficient yield before he is asked to repay the loan to the financing institutions. Generally, cocoanut cultivation gives yield only after ten years, ten years after the cultivation is started. Only after ten years the cocoanut cultivator should be asked to repay the loan and that too, say, in five equal instalments, whatever may be the amount that he had received as loan for cocoanut cultivation. In the same way the arecanut, the pepper and the cashew cultivators also require loans up to a term of ten years. Then only we may be able to assist them. If they are asked to repay at an earlier period, they will have to beg or borrow from their neighbours, and the intention of giving this loan for development will be defeated if we insist on earlier repayment.

Now, some of the Members had been questioning the control that is intended over this institution by the Reserve Bank and the Central Government and the nomination of the members by the Government and the Reserve Bank. Madam, for such financial institutions, according to me the maximum possible supervision and checking and control should be maintained so that corruption and malpractices may be avoided. According to me, such institutions should be liberal in extending assistance to cultivators and should follow the strictest possible rules and regulations so that we may avoid, to the maximum possible extent, corruption and malpractices.

Thank you, Madam.

श्री विमलकुमार मन्नालाल चौराया (मध्य प्रदेश) : उपर्युक्त महोदय, जो बिल प्रस्तुत किया गया है वह खेती के विकास की दृष्टि से आवश्यक है। वैसे हमारी सरकार कई बार कई प्रकार के बिल इसी आशय से ले कर आई कि हमारा देश जो कृषि

प्रधान उसमें खेती का अच्छा विकास हो सके और उसके बारे में कई प्रकार की योजनाएँ चलती रहें। उसका एक मात्र कारण यह है कि हमारे शासन की दृष्टिकोण से कृषकों का विकास करने के लिये, खेती का विकास करने के लिये, केवल एक ही मुख्य लक्ष्य मालूम पड़ता है कि इनको अगर उधार रुपया दिया जायेगा तभी इनकी उन्नति हो सकेगी और उसके अभाव में नहीं हो सकेगी। यह उस हद तक ठीक हो सकता जब कि हम उस स्थिति में न हों कि जनकी आर्थिक स्थिति को हम ठीक कर सकते। मगर जैसा कि यह युनिवर्सल ट्रथ सरीखा बन गया है कि "किसान कर्ज में पैदा होता है, कर्ज में ही जीता है और कर्ज में ही मरता है," इसको अगर हम बदस्तूर कायम रखना चाहते हैं तो हमको ऐसी योजनाओं को बढ़ते जाना चाहिये कि हमें उनको कर्ज पाने की अधिक से अधिक फ़ैसलटीज देते रहे जिससे उनका कर्ज बराबर बढ़ता रहे। यदि केवल इसी एक पक्ष को ध्यान में रख कर कि केवल इसी से उनका विकास हो सकेगा, हम अपनी योजनाओं को आगे बढ़ायेंगे तो हम जो चाहते हैं कि उनका वास्तविक लाभ हो, वह हम नहीं कर पायेंगे।

आज वे जो उत्पादन करते हैं उसे उत्पादन का बहुत कुछ हिस्सा हम व्याज के रूप में उनसे वसूल कर लेते हैं। आज हमारे देश में काश्तकारों के ऊपर बहुत कर्जा है और कर्ज बढ़ता जा रहा है और कर्ज के स्रोत भी बढ़ते जा रहे हैं। अगर हम दूसरा पक्ष ले करके चलें और यदि हम उनके आय के साधन ऐसे कर दें जिससे कर्ज से वे मुक्त हो करके अपने यहां पर इम्प्रूवमेंट कर सकें और अपनी खेती के विकास का कार्य कर सकें तब हम अपना लक्ष्य प्राप्त कर सकते हैं। केवल कर्ज बढ़ाते रहने से और कर्ज का स्रोत बढ़ाते रहने से यदि हम यह समझें कि हाँ उनकी आमदनी बढ़ा सकेंगे और उनको उन्नति के शिखर पर पहुंचा सकेंगे, तो यह बिल्कुल संभव नहीं है। दूसरे पक्ष को न अपना करके यदि हम उनको

[श्री विमल कुमार मन्नालालजी चौरडिया] कर्ज की अधिक से अधिक कर्ज विधायें दे करके, कर्ज में ही डबाये रखना चाहते हैं और उससे मुक्त करना नहीं चाहते हैं, तो उनकी उन्नति होने से रही। मेरा यह निवेदन है कि जब तक उनकी ऐसी स्थिति न आ जाय और उनकी आमदनी इतनी न हो जाय कि वे कर्ज से मुक्ति पा लें, तब तक हमारा यह कर्तव्य हो जाता है कि कर्ज देने के साथ-साथ हम उनकी आमदनी के ऐसे साधन बढ़ाये जिनके द्वारा वे अपने खाने पीने के खर्च को निकाल करके कुछ बचा सकें और उसको कर्ज चुकाने के काम में ला सकें। अगर इस दिशा में हमारा शासन कुछ करता नहीं और करना भी नहीं चाहता। ~

यह जो हम करते भी नहीं और करना भी नहीं चाहते, इसका कारण यह है कि कृषक आज संगठित नहीं हैं और वह अपनी आवाज आप तक पूरी तरह पहुंचाने में असमर्थ है। यदि आज अनाज का भाव बढ़ता है तो शहर के लोग एकाग्र हो करके ऐसा आन्दोलन खड़ा कर देते हैं कि आपको अनाज का भाव कम करने के लिये प्रयास करना पड़ता है। इसी प्रकार यदि गन्ने का कुछ भाव बढ़ता है और उसके परिणामस्वरूप शक्कर का कुछ भाव बढ़ता है तो शहर के लोग चिल्ला-चिल्ला करके और उसके लिये आन्दोलन करके आपको फेल कर सकते हैं। किन्तु कृषक यह सब करने में असमर्थ हैं। इसलिये मैं आपसे मगर निवेदन करूंगा कि किसानों को क्रेडिट फैसिलिटी देने के साथ साथ यदि हम उनकी आमदनी के स्रोतों को बढ़ा सकें और उनकी आय के साधनों को बढ़ा सकें तो व न केवल अपना पेट ही भर सकेंगे बल्कि राष्ट्र के विकास के कार्यों में भी योगदान दे सकेंगे। इस प्रकार जब तक हम ऐसी स्थिति का निर्माण नहीं करते तब तक तरह तरह के नारे लगाने का और हर प्रकार के सहयोग के आश्वासन देने का कोई अर्थ नहीं है। उलट होता यह है कि वे प्रति दिन और ज्यादा कर्ज में डूबते जाते हैं

और हम उनकी आमदनी का बहुत सा हिस्सा ब्याज के रूप में वसूल करते जाते हैं। इसलिये मैं यह निवेदन करूंगा कि यह ठीक है कि यह आप अच्छे इर दे से कर रहे हैं, मगर इसके साथ साथ यह अत्यन्त आवश्यक है कि उस योजना को कार्यान्वित करने के साथ साथ हम अधिक स्थिति और अधिक ढांचा ऐसा बनाये जिसके आधार पर हमारा सरकार अधिक आमदनी प्राप्त कर सके और कर्ज का ब्याज भी दे सके। उसका दिन-दिन का खर्चा भी चल सके और आमदनी से इतना बचा सके कि पूरा कर्जा चुकाने के बाद कुएं भी खोद सके, बैल भी खरीद सके और तफाबी लेने की भी कोई आवश्यकता नहीं पड़े। अगर हम ऐसी स्थिति का निर्माण कर देते हैं तो हमको जो करोड़ों रुपया कर्ज के रूप में, तफाबी के रूप में, सब्सिडी के रूप में, खाद के लिये सब्सिडी के रूप में, देना पड़ता है उससे हमको मुक्ति मिलेगी और इतना ही नहीं, जब वह समर्थ होगा तो हम उससे अधिक प्राप्त करने की भी क्षमता रख सकेंगे। यदि हम ७५ प्रतिशत वर्ग को उस स्थिति में ला देते हैं तो रोजनर्रा जो यह प्रश्न उठता है कि उसकी आमदनी के जरिये बढ़ाये जाय वह भी बहुत कुछ हल होगा। इसलिये उस दिशा में हमारे शासन को कुछ कदम उठाना अत्यन्त आवश्यक है।

अब यह भी है कि कृषकों के कर्ज लेने के स्रोत बढ़ने के साथ साथ उनके कर्ज भी बढ़ते जाते हैं। पहले केवल एक सहकार ही था सहकार ही उसको कर्ज देते थे और अब जब कि सहकारी समितियाँ हो गई हैं तो वह सहकारी समितियाँ से भी कर्जा प्राप्त करता है और सहकार से भी प्राप्त करता है। पहले उसके ऊपर सहकार का सौ रुपये का ही कर्ज था लेकिन अब सौ रुपये का सहकार का कर्ज है और सौ रुपये का सहकारी समिति का कर्ज है। इसके अलावा सरकार का भी कर्ज है, जैसे कि सरकार तफाबी के रूप में कर्ज देती है—तो उसका कर्ज भी उसके ऊपर हो गया है। फिर और भी नये-नये साधन हो गये हैं

जैसे कि लैंड मार्गेंज बैंक्स वगैरह है तो वह उसमें जमीन गिरवी रख कर के भी कर्ज प्राप्त करने लगा है। इस तरह से उसके कर्ज का वाल्यूम बढ़ता जा रहा है और उसका रिटन जो है वह व्याज, के मुकाबले में बहुत कम पड़ता है। ऐसी स्थिति में हम उसकी कोई उन्नति कर रहे हैं ऐसा नहीं है। इसलिये इस अवसर पर मैं यह सुझाव देना भी उचित समझता हूँ कि हमारी सरकार को चाहिये कि कर्ज की फीसिलिटीज को तो बढ़ावे—शासन के द्वारा या सहकारी समितियों के द्वारा कर्ज दिये जाने की फीसिलिटीज तो बढ़ें—लेकिन इसके साथ ही साथ क्षेत्रों को कान्सेन्ट्रेट करना चाहिये, अर्थात् एक-एक ब्लाक में, एक एक क्षेत्र में ऐसा करे कि सहकारी समिति अथवा शासकीय स्रोत के अलावा और किसी दूसरे प्राइवेट स्रोत से सहकारियों को कर्ज लेने की बात न रहे। उसने दूसरे प्राइवेट स्रोतों से जो कर्ज ले रखा हो उसका भुगतान कर दिया जाय और उसका भुगतान करने के बाद यह घोषणा कर दी जाय कि उस क्षेत्र में यदि कोई व्यक्तिगत रूप से इनको कर्ज देगा तो उसका कर्ज कोर्ट से मिल नहीं सकेगा, किसी भी वैधानिक आधार पर उसका कर्ज नहीं दिलाया जायेगा। तो उस पर प्रतिबन्ध लगा दिया जाना चाहिये और केवल सहकारी समिति द्वारा अथवा शासन द्वारा कर्ज लेने की व्यवस्था हो—उत्पादों का रूपया तो दिया जाय लेकिन यह स्रोत कायम रख करके बाकी सब प्राइवेट स्रोत खत्म कर दीजिये। यह मेरे मंत्री जी भी जानते हैं और सदन के कई सदस्य भी जानते हैं कि कोऑपरेटिव सोसाइटी से जो रूपये लेते हैं उनको जब देना होता है तो वह किसी सहकार के यहाँ से दो रूपया या तीन रूपया सैकड़ा व्याज पर रफ्त ले कर उसको चुकाते हैं और जब फिर सहकारी समिति से कर्ज मिल जाता है तो सहकार को दे देते हैं, मुहम्मद की टोपी अहमद के तिर पर और अहमद की टोपी मुहम्मद के तिर पर ऐसा करते हैं, और बीच में उनको जो मेहनत करनी पड़ती है वह तो है ही, इसके अलावा उनको व्याज के रूप में बहुत

सा पैसा सहकारी समितियों को और हमारे सहकारियों को भी, दोनों को, देना पड़ता है। तो इस स्थिति को हमें समाप्त करना पड़ेगा। जब तक इस लिंक को हम तोड़ते नहीं हैं तब तक हम भले ही यह सोचें कि हम उनका लाभ कर रहे हैं लेकिन सचमुच में लाभ नहीं कर रहे हैं। मनीलैंडर्स के बारे में बड़ी शिक्षायत की जाती है, तो उसको बिन्कुल समाप्त करना चाहिये और वह समाप्त तभी हो सकते हैं जब कि हम इस व्यापक क्षेत्र को समितित करने और एक ब्लाक में कर्ज लेने से स्रोत को कान्सेन्ट्रेट करे। एक क्षेत्र में या एक जिले में उनको एक दफा कर्ज-मुक्त कर दे, सहकारी समितियों के द्वारा कर्ज दे कर उनका सारा कर्जा चुकवा दे, जिससे कि न्याय भी रहे और भविष्य में उसके साथ ज्यादाती भी नहीं हो सके, और फिर यह कर दे कि वह सहकार से कर्ज नहीं ले सके। यदि ऐसी स्थिति का निर्माण नहीं करते हैं और स्रोत को बढ़ाते जाते हैं तो फिर उसके कर्ज को बढ़ाना है और उसको ज्यादा खतरे में डालना है। तो इसको रोकने के लिये हमारी सरकार को कुछ न कुछ कदम उठाना चाहिये।

अब जहाँ तक इन स्रोतों से धन के वितरण का सवाल है कई महानुभावों ने इस के बारे में चर्चा की है और यह निर्विवाद है कि सहकार-समिति से धन लेने और देने में जितना पक्षपात और जितना कठिनाई होती है उसकी अनुमति संभवतः मंत्री जी को नहीं हो किन्तु हमारे यहाँ के कई सदस्यों को है कर्ज प्राप्त करने में उनको सहकार-समिति के बाबुओं की भी खुशामद करना पड़ता है और वहाँ जो अधिकारी हैं उनको भी खुशामद करना पड़ती है। यहाँ तक बेसेज हुए हैं—हमारे मध्य प्रदेश में और मंदसौर जिले में खास तौर से—कि सहकारी समिति के जो संचालक थे उन्होंने काश्तकार से सिगनेचर करा लिया कि अमुक तारीख को इतना रूपया मिल गया और वह रूपया अपनी जेब में रखा और दूसरी जगह व्याज पर दे दिया और फिर तारीख से थोड़े दिन पहले वहाँ से रूपया ले लिवा कर उसको उसके नाम से जमा कर

[श्री विमलकुमार मन्नालालजी चौगड़िया]

दिया और इस तरह से धर से ब्याज का लाभ उठा लिया और धर सहकारिता के आधार पर काम भाँचलाते रहे और उसको बराबर जस्टाफाई करते रहे। तो ऐसी स्थिति में जो हम अच्छे इरादे से अच्छा काम करने के लिये करोड़ों रुपया इस मद में रखना चाहते हैं और करोड़ों रुपया खर्च करना चाहते हैं उसका अगर सदुपयोग नहीं हो पाता है और उसका ऐसे हाथों में जा कर दुरुपयोग होता है तो हमारे शासन का यह प्रथम कर्तव्य है कि इसलिये कि हमारी सहकारी संस्थायें बदनाम न हों, हमारी योजनायें बदनाम न हों ऐसे केसेज जहाँ कहीं भी मिले उनके साथ सस्ती के साथ अमल करें। यह नहीं होना चाहिये कि चूँकि यह तो कांग्रेस दल का है या अपने किसी मित्र का रिश्तेदार है इसलिये हमें क्षम्य किया जाना चाहिये और अगर दूसरा कोई है तो उस पर सख्त एक्शन लिया जाना चाहिये। हम चाहते हैं कि उन पर भाँचला सख्त एक्शन लिया जाए चाहे वह कांग्रेस का हो और चाहे कांग्रेसी मित्र के भाई का रिश्तेदार हो — तो भी उसके साथ दया का बर्ताव करने का आवश्यकता नहीं है। ज्यों ज्यों आप इस मामले में दया का भाव दिखाते हैं त्यों त्यों स्थिति यह होता जाता है कि हम जिन अच्छे सिद्धांतों का प्रतिपादन करना चाहते हैं, जिन अच्छाईयों का निर्माण करना चाहते हैं, उन्हीं को हम धक्का पहुँचाते हैं हम सिद्धांत के पोषक नहीं होते हैं उसको खत्म करने वाले होते हैं। ऐसा स्थिति में यह अत्यंत आवश्यक है और हमारा सरकार का यह कर्तव्य है कि ऐसे लोगों के खिलाफ वह कार्रवाई करे जो कि रुपया ले कर फरार हो जाते हैं या काश्तकारों से सिगनेचर करा कर उनको रुपया देते नहीं हैं, या रुपया लेने देने में रिश्वतखोर करते हैं। ये सारा इस तरह का बातें हैं जिनका कि अनुभव किया जा सकता है किस को भेज कर के या सदस्य के ज्ञान से भाँचला लाभ उठाया जा सकता है। लेकिन उस ज्ञान का लाभ उठाते नहीं हैं

और हम सहकारी आन्दोलन को चलाते-चलाते सहकारी आन्दोलन को समाप्त करते जाते हैं। हम दिखाने को सहकारी आन्दोलन के पोषक बने रहना चाहते हैं लेकिन वास्तव में उसके घातक हैं और उसका जड़ों में छाछ डालते जा रहे हैं उसको समाप्त करने के लिये। तो ऐसी जो प्रवृत्ति है उससे उसका कोई लाभ नहीं होगा। ऐसा स्थिति में मैं निवेदन करना चाहता हूँ कि हमारे शासन का यह प्रथम कर्तव्य है कि जिन हाथों के द्वार इन कार्यों को लिया जाना चाहिये वे हाथ बिल्कुल साफ रहने चाहिये, बिल्कुल पाक, रहने चाहिये और वे हाथ नापाक हो जाते हैं तो उन हाथों को काट कर हटा देना चाहिये उन हाथों को वहाँ रहने नहीं दिया जाना चाहिये मगर यह हो नहीं पाता है क्योंकि दिया का भाव ज्यादा जाग्रत हो जाता है। सरकार दया का अभाव भाँचला नहीं करना चाहता है क्योंकि हमारे मंत्रा जा भी और हम सब भाँचला दया के आधार पर हाँ यहाँ आने का प्रयत्न करते हैं, दया के आधार पर वोट प्राप्त कर के उस जगह पर कायम होते हैं सत्ता प्राप्त करना और सत्ता को कायम रखना और सत्ता को बचाना अलग अलग चीजें हैं। सत्ता प्राप्त करना अपनी जगह है लेकिन चूँकि हम चाहते कि सत्ता हम से चिपका रहे तो इसके लिये हम किसी मंत्री के रिश्तेदार के प्रति अनुचित दया का भाव दिखाये यह ठीक नहीं, जो गुनाह करता है उसके खिलाफ एक्शन नहीं लेना ताकि हमारा सत्ता कायम रहे यह ठीक नहीं। हमारा सत्ता कायम रहे अथवा न रहे, किन्तु हमको पाप को छुपाने का प्रयास नहीं करना चाहिये। अगर ऐसा करते हैं तो यह कर्म भाँचला न्यायसंगत नहीं कहा जा सकता है हमारा लक्ष्य यह होना चाहिये कि अगर मैंने सत्ता प्राप्त की है तो उसका सदुपयोग करेंगे और न्याय के आधार पर कार्यवाही करेंगे न कि वह कि सत्ता हमसे कैसे चिपका रहे, किस आदम को बचाने से कितने वोट प्राप्त होंगे, किस आदम को मदद करने से हमको कितना किस ढंग का लाभ

होगा। केवल यहां लक्ष्य ले कर के शासन चलाया गया तो यह शासन थोड़े दिन और ज्यादा खिंच सकता मगर इसका रिएक्शन इतना ज्यादा खराब होगा कि फिर वह संभल नहीं सकेगा और अगर न्याय के आधार पर किसी चीज का निर्णय करते हैं तो फिर यह रिएक्शन थोड़ा हो सकता है और लोगों के दिमाग में न्याय का आधार होने की बजह से उतना नुकसान नहीं हो सकता है। तो इस दिशा में भी हमारे शासन को कुछ न कुछ कार्यवाही करनी चाहिए।

अब हमारे देश में जैसी व्यवस्था चलती है और जो अनुमान लगाये जाते हैं उसको देखिये। १९५०-५१ में जो आल-इंडिया रूरल क्रेडिट सर्वे हुआ था और उसमें जो एस्टिमेट लगाया गया था उस एस्टिमेट के आधार पर १९५१-५२ में उनका अनुमान था कि हमारे यहां जो कृषक-कारों को कर्ज की आवश्यकता थी वह हजार-ग्यारह सौ करोड़ रुपये के लगभग है। उसका अनुमान बढ़ता ही जा रहा है और उसमें किसी तरह की भी कमी नहीं और उसी आधार पर तृतीय पंचवर्षीय योजना के लक्ष्यों को प्राप्त करने के लिये जो कर्ज हमारे कृषक-कारों को आवश्यक थे वे अगर देखा जाये तो १३००, १४०० करोड़ रुपये के लगभग थे।

THE DEPUTY CHAIRMAN: You can continue in the after noon. The House stands adjourned till 2.30 P.M.

The House then adjourned for lunch at one of the clock.

The House reassembled after lunch at half past two of the clock, **THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN)** in the Chair.

श्री विमलकुमार मन्ना लालजी चौरडिया : उप सभाध्यक्ष महोदय, मैं एग्रिकल्चरल रीफाइनंस कारपोरेशन पर चर्चा कर रहा था और उसके अन्तर्गत मैंने माननीय मंत्री जी से यह प्रार्थना की थी कि हम जितनी

क्रेडिट फैसिलिटीज जिस हिसाब से देना चाहते हैं उसके ऊपर जो प्राइवेट क्रेडिट फैसिलिटीज अभी हैं उनको समाप्त करने की दृष्टि से, ज्यादा कान्सेन्ट्रेट करें तो अच्छा होगा। हमारी सहकारिना की या सरकार की जो भी एजेन्सीज हैं उन्ही के माध्यम से यह कार्य किया जाय और दूसरे माध्यमों को समाप्त किया जाय, इसके लिये भी प्रायस किया जाना चाहिये।

जहां तक हमारे कृषक-कारों की आवश्यकताओं का प्रश्न है तो वे इतनी बड़ी हैं कि हम जो व्यवस्था कर रहे हैं और जो व्यवस्था हमने आज तक की है और अभी इसके द्वारा करने जा रहे हैं वे समुद्र में बूंद के समान हैं, हम उनकी आवश्यकताओं को पूरा करने में विन्तुल असमर्थ हैं। जो आल-इंडिया रूरल क्रेडिट सर्वे की रिपोर्ट है १९५१-५२ की उसमें बताया गया था कि हजार-ग्यारह सौ करोड़ के कर्ज का कर्ज उन्हें चाहिये और तृतीय पंचवर्षीय योजना के लक्ष्य को अगर हम प्राप्त करना चाहते हैं तो उस हिसाब से भी, जो बड़ी उदारतापूर्वक लगाया गया है, १९६४-६५ तक १३०० या १४०० करोड़ रुपये की व्यवस्था उनके लिये होनी चाहिये। अभी जहां तक शार्ट टर्म मीडियम-टर्म का सवाल है, उसमें भी जितना हमारा लक्ष्य है उसको प्राप्त करने में हम असमर्थ हैं। वैसे तो लक्ष्य है कि १९६५-६६ तक ५३० करोड़ रुपया कर्ज देना चाहिये, जब कि हम १९६०-६१ में केवल २०३ करोड़ रुपये के करीब ही दे सके हैं। और लॉंग-टर्म क्रेडिट का जहां तक सवाल है उसकी तो मांग बहुत बड़ी है फिर भी जो एक उदारतापूर्वक एस्टिमेट बनाया गया उसके हिसाब से १७० करोड़ रुपये के करीब उनको दिया जाना चाहिये और १५० करोड़ रुपया प्राइवेट सोर्सिज से उनको फाइनेन्स होना चाहिये। इस तरह के लक्ष्य बनाये थे लेकिन हमारे यहां अभी तक जो दिया जा रहा है उसका जो एस्टिमेट है वह द्वितीय पंचवर्षीय योजना के अंत तक केवल ३५ करोड़ के लगभग तक

[श्री विमलकुमार मन्नालालजी चौरडिया]

का ही था और ऐसी स्थिति में यह उस दिशा में खरूर एक कदम है कि हम उनकी आवश्यकताओं को किसी सीमा तक पूरा कर सकें। मगर फिर भी यह बहुत कम है। उसी तरह से जो हम अलग एजेंसियों जैसे लैन्ड मार्गेंज बैंक्स के द्वारा सहायता देना चाहते हैं, तो हमारा जो इस विधेयक के द्वारा लक्ष्य है वह यह है कि हमारी जो अन्य एजेंसियां रुपया देने की हैं उन एजेंसीज को फाइनेन्स करें और इसी आशय से इसका नाम रीफाइनेंसिंग कारपोरेशन बिल रखा है। वैसे तो चाहिये यह था कि एक्स-क्लसिक्ली अगर कारपोरेशन रीफाइनेंसिंग का काम करती तो हम इसको रीफाइनेंसिंग बिल का नाम देते मगर इसमें डाइरेक्ट फाइनेंसिंग की भी व्यवस्था है। ऐसी स्थिति में केवल फाइनेंसिंग का ही नाम रख देते तो कोई बड़ा भारी अन्तर नहीं हो जाता क्योंकि उसमें दोनों आशय होते और फाइनेंसिंग में रीफाइनेंसिंग इम्प्लाई हो जाता। रीफाइनेंसिंग में फाइनेंसिंग इम्प्लाई नहीं है फाइनेंसिंग में रीफाइनेंसिंग इम्प्लाई है। इसलिये इसमें थोड़ा सा ध्यान देने तो ज्यादा अच्छा होता।

जहां तक निगम के आफिस का सवाल है, सारे का सारा इसमें वर्णन किया है। अब मैं तो इस बिल के मुख्य मुख्य मदों पर शासन का ध्यान आकर्षित करना चाहता हूं। जहां तक इसके फंक्शन का सवाल है, इसमें वे इतने व्यापक हैं कि किसी एक क्षेत्र में जो सफलता हम एचीव करना चाहते और बताना चाहते हैं कि हमने यह यह प्राप्त किया है तो वह हम प्राप्त नहीं कर सकेंगे। इसके फंक्शन बहुत व्यापक हैं जैसा कि इसमें बहुत स्पष्ट रूप से वर्णन किया गया है, पेज ११ पर। वे सोसाइटीज को भी देंगे। और उन्हीं फंक्शन्स में यह भी है कि रीफाइनेंसिंग के साथ साथ डाइरेक्ट फाइनेंसिंग करने की भी व्यवस्था है।

इस में यह बहुत खुशी की बात है कि हमारे मंत्री महोदय ने जो इस की धारा १२

(द) है उस में डाइरेक्टर्स की जो क्वालिफिकेशन रखी है उस में खास तौर से यह रखा है कि :

"12. No person shall be a director who—

(d) is or has been convicted of any offence which, in the opinion of the Central Government involves moral turpitude."

एक दिन की भी सजा हुई हो तो उस को नहीं रखेंगे। यह खुशी की बात है, नहीं तो पहले जितने बिल आए थे उन में यह रहता था कि छः महीने से अधिक सजा न हुई हो, चाहे छः महीने की सजा मारल टरपीट्यूड में मिली हो। पहले के बिलों में जो इस बारे में व्यवस्था होती थी उस को काफी बहस के बाद—और मैंने भी कई बार उस का उल्लेख किया था—आज दुरुस्त कर दिया और कम से कम इस बात के लिये मैं धन्यवाद देता हूं कि आप ने इस में व्यवस्था ठीक कर के रखी।

इसी तरह से धारा २५ में है। इस में भी बड़े व्यापक अधिकार रखे हैं—

Power to call for repayment before agreed period.

और यदि इस का दुरुपयोग हुआ—वैसे तो कोई नहीं कहेगा कि हमेशा ही पावर का दुरुपयोग होता है—क्योंकि कभी कभी ऐसा होता है कि कहीं जिन को फाइनेन्स किया हो उन का लोगों से मतभेद हो, पोलिटिकली या और दूसरे रूप से, तो उस का भंयकर दुरुपयोग हो सकता है और उस दुरुपयोग का परिणाम यह हो सकता है कि किसी इन्स्टिट्यूशन के खिलाफ इस धारा के अन्तर्गत कार्यवाही की जाय—

"Notwithstanding anything to the contrary contained in any agreement, the Corporation may, by notice in writing, require any eligible institution to which it has granted any loan or advance to discharge forthwith in full its liabilities to the Corporation."

बिना हिचकिचाहट के। और भी कारण दिए हैं जिन में से एक मुख्य कारण यह भी है :

"(c) if there is a reasonable ap-

prehension that the eligible institution is unable to pay its debts or that proceedings for liquidation may be commenced in respect thereof;"

जरा सा भी भय है कि: उस का दिवाला निकलने वाला है तो दिवाला निकलने से पहले ही दिवालियेपन की सजा हमारा यह रीफाइनंसिंग कारपोरेशन कर सकता है और इस के लिए किसी का भी एक्सपोजिशन बड़ी आसानी से हो सकता है। लेकिन किसी को बनाना कठिन होता है और अगर व्यक्तिगत घुस जायें तो बड़ी कठिनाई पैदा हो सकती है। इसलिये यह बहुत आवश्यक है कि हम इस इमरजेंसी के पीरियड में इस का उपयोग नहीं लेना चाहिये आगे आप ने एक व्यापक अधिकार और दे दिया है कि :—

"(d) if for any reason it is necessary to do so to protect the interests of the Corporation."

कारपोरेशन में मान लीजिए कि पैसे की कमी है और वे समझते हैं कि दूसरे क्षेत्र में पैसा लगाना ज्यादा जरूरी है तो बजाय उस को नोटिस देने के, उस से पैसा मांगने के, एकदम ऐसी व्यवस्था कर दी है। तो इस में जो व्यापक अधिकार दिये गये हैं, यदि कुछ उन का गाडेंड उपयोग हो सकता हो तो ज्यादा अच्छा रहेगा।

अंत में मैं यह प्रार्थना करना चाहता हूं कि माननीय मंत्री जी ने जिस प्रकार से लोन की व्यवस्था कर के खेतीहर के विकास की व्यवस्था की है और जिस के द्वारा यह प्रयास किया है कि वे स्वयं इतने समर्थ हो सकें, उनकी आमदनी इतनी ज्यादा हो सके कि वे पैसा लोन में भी न लें, आप का लोन भी चुकता कर दें और राष्ट्र के उपयोग में आने वाले कार्यों के लिये धन भी दे सकें, तो यह तभी संभव हो सकता है जब कि उन के प्रोड्यूस का प्राइस स्ट्रक्चर ऐसा हो कि वे अपना खर्च करने के बाद, अपनी मेहनत करने के बाद जो बचे वह आप को भी अर्पण कर सकें और स्वयं भी उपभोग कर सकें।

THE DEPUTY MINISTER IN THE MINISTRY OF FINANCE (SHRI B. R. BHAGAT): Mr. Vice-Chairman, in bits and parts, the House has been discussing this measure for over 3 days and a number of hon. Members have chosen to participate in this debate. I am very grateful to all of them who have given very valuable support to this much-needed measure. Some of the hon. Members have chosen to criticise some aspects of it. I am grateful to them also but I must point out to them that some of the criticisms, although they were very small in number, were rather beside the point or misconceived.

The hon. Member from the Punjab asked: 'What is the use of such an institution when lots of monies are wasted in agriculture. What happened in the Punjab when canals were dug? Nothing happened.' Similarly, he cited the acts of omission and commission of the Punjab Agriculture Department and said: 'You are adding another burden to it.' I think it is hardly relevant to this Bill because, as I had explained in my speech while moving the motion, this has been brought to fill in an important link which was missing in the rural sector or in providing credit for the primary development of agriculture which is the vital need of the country because so far, the short-term requirement of the farmer is met by the co-operative credits. The medium-term requirement is met by the land mortgage banks by credit of a certain nature. The term credit over a longer period particularly for progressive agriculture implies credit for reclaiming vast areas of land in any particular part of the country, much more so when we are having so many river valley schemes—and there are large tracts which can be developed and they cannot be developed either because the co-operative societies of the farmers do not have adequate resources or the land mortgage banks, although they give medium-term or longer-term advances, do not have enough resources to meet the demands for the develop-

[Shri B. R. Bhagat.]
 ment of the particular area. So, for such large areas, either for reclamation or soil conservation or progressive farming and development, it is necessary that such an institution should be created which could cater to the needs of long-term finance of a substantial nature. That is the main point. Therefore, to link it up with any other thing that either some money may have been wasted, according to the hon. Member from Punjab, in canals or that dairies have not been run properly or the milk produced from the dairies may have been consumed in the urban areas and lot in the rural areas, to bring all those issues is, according to me, hardly germane to the subject-matter of this Bill.

Then a point was made, although very important but not very relevant to the present scope of the discussion, about giving price support to the farmers. The hon. Member made a very eloquent and informed speech on this measure and raised certain vital points about the nature of this measure. He compared the conditions in Japan to India and he said that there had been a phenomenal progress in Japan in agriculture, resulting in making the Japanese economy a surplus one in agriculture because price support was given to the farmers there and a lot of credit was provided and that we were not doing anything in this respect. He asked, why are we not doing anything? It is true that the Japanese economy has developed and we know all about it, but it is not true that we have not been giving the question of price support or the question of adequate price to the farmers, adequate consideration. That is not true because even the Economic Survey of 1962-63, this present one, on page 11, paragraph 37 says as follows. I do not want to read the whole of the paragraph. It speaks of a minimum price for wheat and says that prices ranging from Rs. 12 to Rs. 14 per maund were fixed in March, 1962, also that there was little danger of the

price of rice falling to an unduly low level and that procurement prices for rice ranging from Rs. 15 to Rs. 17:37 per maund had been fixed. Similarly, the ceiling prices for cotton of a particular variety had also been increased by 15 per cent and so on, in other cases also. My main point is that this question is also being looked into. The Third Five Year Plan provides for it and in other things also we have given adequate thought and laid emphasis on the fact that the farmers who produce our agricultural commodities and who are trying to do their best to increase agricultural production do get an adequate price for their produce and for this efforts are being made to see that prices do not go down very badly, resulting in a set-back to the rural economy and ultimately a reduction in our agricultural production. So, this is being taken care of. It may be that we are not in a position to do it adequately and cover every farmer as the Japanese Government is able to do. That is for the simple reason that there agriculture and industry are linked up together and their progress and productivity being phenomenal and very high, in Japan they have been able to cover all the farmers and meet all their needs. Our economy being comparatively a little backward and our problems being much larger than those of the Japanese farmers, we are not able to cover the same ground that they have done. But we are very much on the right lines and we are going along those lines. We are also taking steps to provide credit facilities to the farmers and develop various institutions for providing various types of credit and we are also going ahead rapidly.

A point was raised by the hon. Member, Shri Bhupesh Gupta, about rural indebtedness and he also referred to some other matters. Actually that is not exactly relevant here. But for the benefit of the hon. Member I may here say that it is not as if there is a single institution for providing help and sustenance to the farmers in

terms of credit. Actually the Third Plan provides the targets for various types of credit. Short-term credit, that is to say, credit provided by the co-operative societies is to be raised to Rs. 420 crores. The House will remember that in the past this figure has not by any means been very large, if you compare the present figure with those for the last ten years, when the First Plan got into stride. The short-term credit provided by cooperative societies then was only Rs. 20 crores. Today it has come to the figure of Rs. 220 crores, that if to say, ten times what it was, and in the next three years we want to raise it to Rs. 420 crores. Similarly, in the case of medium-term loans we want to raise the amount to Rs. 110 crores and that for long-term credit or loans to Rs. 150 crores. So all together, in ten years we want to raise the credit provided to the farmers from a small figure of Rs. 20 crores to a much larger figure, through institutions. True, they were getting their credit from usurious money-lenders who charged a very high rate of interest and that was an instrument of exploitation. So, these institutions have come to give the farmers institutional credit and all together the sum will come to about Rs. 700 crores in the next 3 years. Though this is a considerable step it is not very large, when compared to the needs. But the difficulty is that we have to prepare the rural economy to receive the aid, we have to create the cooperative structure more and more. It is not only a question of the quantum of aid that the Government or the Reserve Bank is able to provide or advance. It is also necessary to see that the institutional structure is ready so that they can receive the aid that is being given. So, we are working a both ends in this respect.

Then the hon. Member asked: What about the State Bank? What has the State Bank done in this respect? For his benefit I would like to point out that if he were to go through the monthly bulletin of the Reserve Bank

of India, on pages 1783 and 1785 he would see what the State Bank has done in this direction. Over 453 branches of the State Bank of India and its subsidiaries had been opened in recent years in what may be called rural areas or semi-rural areas. They have been providing credit to the farmers and to the other persons concerned in the rural economy. He asked why we were trying to cover the scheduled banks also. The only idea is that we want to cover the scheduled banks to the extent that they provide finance to the rural areas. Each scheme, if it is reasonable and good, will be financed by this Refinance Corporation and that is why the scheduled banks also are covered.

Another hon. Member wanted to know whether plantations would be covered or not as there was no specific mention of plantations. The definition of agriculture includes fisheries and all that but plantation is not there this is what he said. It is quite obvious, Sir, that plantation is included because plantation is part of agriculture, raising of crop, whether it is a cash crop or a food crop or like tea or coffee. It is very much there and to the extent it is an agricultural operation, it will be covered. The hon. Member also questioned the idea of calling this Bill a Refinance Corporation Bill instead of directly calling it a Finance Corporation Bill.

SHRI V. M. CHORDIA: You have a negative approach. I said that this should be called a Finance Corporation, not a Refinance Corporation and this could do refinancing also.

SHRI B. R. BHAGAT: He said this because there is provision in clause 22 for giving direct assistance to certain eligible institutions. This is missing the point because this is a very minor and an enabling clause which will be used in a very exceptional case and that also in regard to the co-operative field. The normal practice of assistance under this scheme would be re-financing not direct financing but

[Shri B. R. Bhagat.]

power has been taken under clause 22 to give direct assistance to important and eligible institutions. This, however, is merely an enabling clause and the normal or the general pattern would be refinancing and, therefore, to change the name would not be very desirable.

Mr. Avinashilingam Chettiar said that the rate of interest charged from the cultivators was very high. He referred obviously to the rate of interest charged by the co-operatives because under the various State laws, e.g., the Moneylenders' Acts or the Usurious loans Act, the State Governments take care of the high rate of interest but so far as the co-operatives are concerned, if he will see the figures, he will find that usually the rate of interest varies from State to State and it ranges from six to seven per cent and in some states it is nine per cent. The co-operative banks get their loans at two per cent. less than the bank rate or something like that and the rates might, as a result of the rise in the bank rate, go up a little. However, generally, the figure varies between eight to nine per cent and, therefore, the rate of interest cannot be said to be very high.

These are some of the points that have been made and I have tried to meet them and I want to emphasise in the end that this Bill has been brought forward to fill in a very important need and it is our hope that the corporation will play a useful part. It has been said in this connection that it should be efficiently managed and one of the things said is that the Board of Management of this Refinance Corporation is very much officialised and that there is no representation given to the farmers. That is not true. It may be that today it is a little more officialised because in the beginning, in its infancy, all the money is provided by the Reserve Bank and, therefore, the Reserve Bank has got to have a say in the management but there are to be three nominations by the Central

Government and it is our intention to nominate one representative of the Agriculture Ministry, one from the Department of Co-operation and the third from the Department of Economic Affairs.

SHRI BHUPESH GUPTA (West Bengal): What type of agriculturist?

SHRI B. R. BHAGAT: I am coming to that. I concede the point that the Board today is too much officialised but it is our hope, for the future, as the Corporation comes to function to bring in more and more the non-official element. That is our intention but to begin with we want the officials so that they can manage this thing well and it is our hope that the Corporation will get a good start and soon not only will it be able to make the credit available for the poor but will reach the ultimate target of Rs. 500 crores which is provided in this Bill.

SHRI BHUPESH GUPTA: I want to know what type of agriculturists will be appointed because if you look at the Rajya Sabha Who's who and the Lok Sabha Who's who, you will find that many gentlemen are described as agriculturists but you know that many of them are very big landlords and some of them may have been petty rulers. Are we meaning that sort of agriculturists?

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): He has given the assurance . . .

SHRI BHUPESH GUPTA: What type of an agriculturist will he be?

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): What type of agriculturist do you envisage?

SHRI BHUPESH GUPTA: Keeping in view the big landlords who also call themselves as agriculturists.

SHRI B. R. BHAGAT: As I said just now, three representatives of three Departments will be nominated and one will belong to the Ministry of Agriculture but, as I said, the entire scheme of the co-operatives has got to be strengthened, the cooperative land mortgage banks and others and the agriculturist that we would be nominating in the future would be an agriculturist in the progressive sense of the term.

SHRI BHUPESH GUPTA: What is the progressive sense of the term?

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): A real agriculturist who cultivates.

SHRI BHUPESH GUPTA: Who tills the land?

SHRI B. R. BHAGAT: Landlord is not an agriculturist.

SHRI BHUPESH GUPTA: I will confront you. Will an agriculturist who will go on the Board be one who actually tills the soil by his own hand? Otherwise, I would not call him as an agriculturist.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): The question is:

"That the Bill to provide for the establishment of a Corporation for granting medium and long term credit by way of refinance or otherwise, for the development of agriculture and for other matters connected therewith or incidental thereto, as passed by the Lok Sabha, be taken into consideration"

The motion was adopted.

3 P. M.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): We shall now take up the clause by clause consideration of the Bill.

Clauses. . . ,

SHRI BHUPESH GUPTA: On a point of order, Sir. Now, it is 3 o'clock and we have to start the discussion on the Report of the Indian Refineries.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): In two minutes we will finish.

SHRI BHUPESH GUPTA: Then you have to ask for the leave of the House.

SHRI M. P. BHARGAVA (Uttar Pradesh): Sir, I propose that the Bill be continued, and I will put the motion. I move:

"That the debate on the Bill be continued".

The question was put and the motion was adopted.

SHRI BHUPESH GUPTA: Now it is all in order. Thank you.

Clauses 2 to 47, the First Schedule and the Second Schedule were added to the Bill.

Clause 1, the Enacting Formula and the Title were added to the Bill.

SHRI B. R. BHAGAT: Sir, I move:

"That the Bill be passed".

The question was proposed.

SHRI BHUPESH GUPTA: Now, Sir, you are in trouble, I tell you and only I can save you. At 3 o'clock when I said that we should have the permission of the House, Mr. Bhargava's motion that the debate on the bill be continued was passed. Is it right? No time-limit; it can go on till 5 o'clock tomorrow, day after.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): I have some discretion.

SHRI BHUPESH GUPTA: No; no. Not at all. You have no discretion as far as the Bill, is concerned.

SHRI M. P. BHARGAVA: We do not mind if you are not irrelevant.

SHRI BHUPESH GUPTA: Mr. Bhargava, you have landed him in trouble. I will save him. Now, the position is at 3 o'clock the other discussion should have started but it was decided to continue this Bill, and it will continue. The Business Advisory Committee has not decided upon any time-limit for this Bill. This is not a Money Bill and you cannot do so. As Vice-Chairman, naturally you may seek the guidance of the Chairman in this matter but that is also not there. The convention of the House is that as far as Bills other than Money Bills are concerned, the time is fixed by the Business Advisory Committee. Since no time-limit has been fixed by the Business Advisory Committee for this Bill, the general rule with regard to time prevails. That is to say, no time restriction at all. Now, the flood gates have been opened for discussion. But I will save you. All I say is that the hon. Member on that side, when he moved that motion, should have anticipated this. Now the House has been committed to the continuance of the discussion on this Bill but we are interested in the oil refineries and, therefore, we shall come to that.

Now, I would ask the hon. Minister during this third reading to clarify some point. He did not answer many of the points that had been raised here and the criticisms that had been made with regard to the formation of the Management Board. I think the hon. Minister's reply should have seriously dealt with the criticism that had been made on that score because there is a tendency on the part of this Government to pack these boards and management committees with their officials. If their officials do not have enough jobs, let them come and consult us and we can find some jobs. Since we are not digging trenches at the moment, we will find some other jobs for them. If they have jobs, why should so many be diverted from that

kind of work to these boards and committees? This Board should be constituted of people who have knowledge of such matters, agriculturists and others; not the agriculturists of the type that we see in the Who is Who. Today the landlords call themselves agriculturists. We have become democrats; therefore, the landlords have started calling themselves agriculturists. It is a good thing but what about this? I say many Members of the Congress Party are more closely connected with agriculture and the problems relating to agriculture and they should be there even if they do not like to take from the Opposition. Was it not possible for this Government to have Reserve Bank representatives and certain other economists plus a number of people, public men connected with agriculture who would be in a better position to advise them subject to overall direction and supervision of Government? There should always be an expert from the Reserve Bank to look into the financial matters or the financial aspects of it. Nothing of that kind is done. We abhor this idea of filling in these committees and boards with officers. I think they are suffering from some kind of—I do not know—blind love and I think there should be a sense of proportion. This Board should have been constituted of representatives of the peasants plus some economic experts from the Reserve Bank if you like. But officials from the different Departments of the Secretariat will work here and they will ruin the show. It is not a good thing and I think criticism on this score has been made from this side of the House as well as from the other side of the House. It was not a partisan criticism. We were not speaking in order to take advantage of the situation in this matter. In fact we agreed with the other side, with many Members on that side, with regard to the constitution of this Board. I would ask Mr. Bhagat to consult his superior in the Ministry and others and find some way to appointing public men, knowledgeable men, who have direct interest in such matters in the sense of

improving agriculture, so that the committees and boards are filled by such people. We have had enough of the officers. You will find again so many officers in the refineries also. We will come to that later on. They must be either in such committees and boards or refineries. If nothing else they can get, they go to Birla concerns, Tata concerns and other places after retirement. Pampering them in this manner is not good. I say such committees should be constituted in future of people who are better men, men who are responsible to the people, answerable to the people, we are not covered by Service Conduct Rules but are subject to public criticism all the time and directly linked with agriculturists and so on. These are the people who should be in such committees and boards. If you do not throw open such institutions for the public men to come and co-operate with the Government and help the Government, I do not know how you can generate the co-operation and goodwill at the top in matters such as these. This is all that I have to say and I have to save you also, Sir, because you are in trouble.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): I very much appreciate your helpful attitude, Mr. Bhupesh Gupta.

شری عبدالغنی (پنجاب): میں

کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - میں عرض یہ ہے کہ میرے محترم منسٹر صاحب نے جب میرا حوالہ دیا تو یہ کہا کہ جن باتوں کا ذکر پنجاب کے منسٹر نے کیا ہے اس کا اس بل کے ساتھ اس ویٹامنلڈس رپورٹ کے ساتھ کوئی سمبندھ نہیں ہے -

श्री महावीर प्रसाद भार्गव : ठीक तो कहा है ।

شری عبدالغنی: آپ نے نوڈیک

تھیک ہی کہا ہوگا بہارگوا صاحب - کیوں کہ آپ کا تجربہ تو مجھے بہت اچھا ہے -

SHRI P. N. SAPRU (Uttar Pradesh): On a point of order, is it permissible for a Member to address some other Member?

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): I was just going to pull him up. You address me, Mr. Ghani.

شری عبدالغنی: وائس چیئرمین

صاحب - بالکل صحیح ہے - وہ بیونہی بیچ میں آئے تھے - میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تو اس بل کی حمایت کی تھی لیکن یہ عرض کیا تھا کہ اب تک کا جو تجربہ ہے چاہے اسٹیٹ فارمس بنائے گئے ہوں چاہے ہاؤسنگ کراپریٹو سوسائٹیز بنائی گئی ہوں چاہے ڈیریز بنائی گئی ہوں وہ تجربہ یہ کہ کسان کے نام پر پبلک کا کروڑہا روپیہ وزراء نے سرکاری آدمیوں نے ناجائز خرچ کیا ہے - میں چیلنج کرتا ہوں - میں ہر طرح کا ثبوت دینے کو تیار ہوں اور ہر طرح کی سزا لینے کو تیار ہوں اگر میں یہ ثابت نہ کر پاؤں کہ وزراء نے اپنی اور اپنے عزیزوں کی نکمی زمین اسٹیٹ فارم کے نام پر خریدیں اور ایسے انسٹی ٹیوشنس وزراء کے عزیزوں نے کئی بنائے اور کسان کے نام پر روپیہ لیا - حالانکہ

[شری عبدالغنی]

اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اب جبکہ آپ پچاس لاکھ روپیہ تک کی لٹ کر کے کسانوں کی بھلائی کے لئے کسانوں کی زمین کی بھلائی کے لئے قیریض کے لئے پولٹری فارم کے لئے انسٹی ٹیوشنس بدوانے جا رہے ہیں اور اس کے لئے قدم اٹھانے جا رہے ہیں جب کہ آپ اپنے لیے عرصے کے لئے ان کو انٹی رقم دینے جا رہے ہیں تو میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ پرانے تجربہ کی بنا پر چیزوں کو دیکھیں۔ بورڈ جو آپ نے بنایا ہے وہ ہمارا نہیں ہے وہ سرکاری بورڈ ہے وہ سماج والی بورڈ نہیں ہے۔ یہ وہی ہم نے یہ کہا کہ اچھا یہ بھی قبول لیکن ہم کو آگے کے لئے ضرور کچھ احساس کرنا چاہئے۔ میں نے کہا کیا تھا؟ یہی کہا تھا کہ اگر یہ غلط قدم اٹھاتے رہیں گے تو کسان کی بھلائی نہیں ہوگی۔ یہ ساری دنیا جانتی ہے۔

وائس چیئرمین صاحب، کون نہیں جانتا کہ جن لوگوں نے میں ان پاور ہوکر غلط کیا ان کو ایک حد تک پہلک نے معاف کیا لیکن حد سے تجاوز کر کے۔ زندگی میں نہ صمیم مرکز بھی مسولہ ملی ہٹلر اور استانی کا جو حشر ہے وہ یاد رکھنا چاہئے۔

†[شری अब्दুল غنی (پنجاب) : میں کچھ اصرار کرنا چاہتا ہوں۔ میری اصرار یہ ہے کہ میرے موہتریم مینسٹر صاحب نے جب میرا ہوا دیا تو یہ کہا کہ جین باتوں کا جیک پنجاب کے ممبر نے کیا ہے اس کا اس بیل کے ساتھ اس ریفائننس بورڈ کے ساتھ کوئی سمبندھ نہیں ہے۔

شری महावीर प्रसाद भार्गव : ठीक तो कहा है।

श्री अब्दुल गनी : आप के नजदीक ठीक ही कहा होगा भार्गव साहब, क्योंकि आप का तर्जुमा तो मुझे बहुत अच्छा है।

SHRI P. N. SAPRU (Uttar Pradesh): On a point of order, is it permissible for a Member to address some other Member?

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): I was just going to pull him up. You address me, Mr. Ghani.

श्री अब्दुल गनी : वाइस चैयरमैन साहब बिल्कुल सही है, वह यू ही बीच में आ गये थे। मैं अصرार करना चाहता हूँ कि मैंने तो इस बिल की हिमायत की थी, लेकिन यह अصرार किया था कि अब तक का जो तर्जुमा है—चाहे स्टेट फार्म्स बनाये गये हों, चाहे हाउसिंग कोऑपरेटिव सोसाइटीज बनाई गयी हों, चाहे डेरीज बनाई गयी हों,—वह तर्जुमा यह है कि किसान के नाम पर पब्लिक का करोड़ों रुपया वजीरों ने, सरकारी आदमियों ने, नाजायज खर्च किया है। मैं चैलेज करता हूँ, मैं हर तरह का सबूत देने को तैयार हूँ और हर तरह की सजा लेने को तैयार हूँ अगर मैं यह साबित न कर पाऊँ कि वजीरों ने अपनी और अपने अजीजों की निकम्मी जमीन स्टेट फार्म्स के नाम पर खरीदी और ऐसे इन्स्टीट्यूशनस वजीरों के अजीजों ने कई बनाये और किसान के नाम पर रुपया लिया

हालांकि इसका कोई ताल्लुक नहीं था। अब जब कि आप पचास लाख रुपये तक की लिमिटेड कर के किसानों की भलाई के लिये, किसानों की जमीन की भलाई के लिये, डेरीज के लिये, पोल्ट्री फार्मस के लिये इस्टीमेशन बनवाने जा रहे हैं और उसके लिये कदम उठाने जा रहे हैं, जब कि आप इतने लम्बे अर्से के लिये उनको इतनी रकम देने जा रहे हैं तो मैंने इतना ही अर्ज किया था कि तजुर्बों की बिना पर चार्जों को देखे। बोर्ड जो आपने बनाया है वह हमारा नहीं है, सरकारी बोर्ड है, वह समाजवासी बोर्ड नहीं है। फिर भी हमने यह कहा कि अच्छा यह भी कबूल लेकिन हमको आगे के लिये जरूर कुछ एहसास करना चाहिये। मैंने कहा क्या था? यही कहा था कि अगर यह गलत कदम उठाने रहेंगे तो किसान की भलाई नहीं होगी। यह सारी दुनिया जानती है।

वाइस चैयरमैन साहब, कौन नहीं जानता कि जिन लोगों ने मैन इन पावर होकर गलतियाँ की उनको एक हद तक पब्लिक ने माफ किया लेकिन हद से तजावज कर के। जिन्दगी में न सहें मर कर सही मुसोलिनी, हिटलर और स्टालिन का जो हस्त्र है वह याद रखना चाहिये।]

SHRI B. R. BHAGAT: May I take a few minutes to reply? I am sorry the hon. Member who spoke last again brought in a particular State. I can only say that I cannot go into the merits or demerits of what he said about a particular State and what happened there. I am only saying that this particular Corporation has nothing to do with it. If at all, the Bill provides that it will give financing or refinancing facilities to good institutions. It will see to it that any good, genuine and *bona fide* institution, which is working and which is eligible under this Bill to get loans and assistance, will be given help.

As for the point raised by the other hon. Member, I am extremely sorry that he has entirely misconceived the point. He said that I should reconsider it as if whatever I said in my reply about the Board I was saying without any consideration. I must humbly point out to the hon. Member that the scheme of management is well conceived at the present moment. It is not as if only officials are there on the Board. I can only say that if he sees the shareholding, how the capital is distributed, he will find that the Reserve Bank will own 50 per cent of the capital. Therefore, their interest is vital and as the biggest shareholders they should have the largest say. Not only is the Reserve Bank a competent body, it has done more than any other institution for promoting rural credit in this country over a long period of years. So, naturally the Reserve Bank's protection and guidance would be there for this Corporation. That is why one of the Deputy Governors of the Reserve Bank will be the Chairman of the Board of directors and then another director would be nominated by the Reserve Bank. Then comes the Government, because the money is guaranteed by the Government.

SHRI BHUPESH GUPTA: Mr. Vice-Chairman . . .

SHRI B. R. BHAGAT: I am not yielding.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): He is not yielding. Let him continue.

SHRI B. R. BHAGAT: He has made a charge that I have replied without considering anything. I am only explaining to him why the Board is like this. Then, the Government will appoint three directors because the Government have a vital interest in it. It guarantees the loan and it provides the money. Then come the other shareholders. The scheduled banks, the Life Insurance Corporation and

[Shri B. R. Bhagat.]

investment companies and others will have their representation. Then, the non-official element is there. The co-operative societies will elect their directors. One director will be elected by the central land mortgage banks. They are the persons who are vitally concerned. Then, another director would be elected by the State co-operative banks. So, these two important institutions—the State co-operative banks having behind them the apex banks and the large number of co-operative societies—will be another structure which will be represented. The land mortgage bank, the Government and the Reserve Bank will be there. They are all vitally interested. This is the scheme of things, because the shareholding is not open to an individual. It is only open to institutions, whether they are land mortgage banks or co-operative banks or the Life Insurance Corporation. It is not as if it will open the floodgate to representation from everybody. When the Board of management goes into stride, later on we will look into it. We are opposed to it that there should be any bureaucratisation or officialism, resulting in inefficiency or dogmatism or any rigid attitude. If the work entrusted to this Corporation of providing ultimately Rs. 500 crores medium and long term credit in this particular, important sector of the rural economy, is defeated, certainly we will consider it as we gain experience. We will see if in the interests of efficiency, economy and progressive thinking the other elements have got to be progressive, or if non-official elements have got to be introduced we will consider at that stage. So far we have given very careful consideration to it and we have taken the House seriously, Members' criticisms seriously. We have tried to reply in a very serious manner.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN): The Opposition also seriously.

SHRI B. R. BHAGAT: Yes, Members include the Opposition.

THE VICE-CHAIRMAN (SHRI AKBAR ALI KHAN) The question is.

"That the Bill be passed."

The motion was adopted.

MOTION RE REPORT OF THE INDIAN REFINERIES LTD.

SHRI ARJUN ARORA (Uttar Pradesh): Sir, I beg to move:

"That the Fourth Annual Report of the Indian Refineries Limited, New Delhi, for the year ended the 31st March, 1962, laid on the Table, of the Rajya Sabha on the 25th January, 1963, be taken into consideration."

I have in the past paid my compliments to the Oil Ministry for the work done in the field of exploration for oil in this country. It is my privilege today to congratulate the Ministry on setting up the first public sector oil refinery in the country and going ahead with the task of setting up the second public sector oil refinery in the country. The setting up of these two oil refineries in the country is important not only because they are in the public sector but also because these are the first refineries being built in India which are owned by Indians. We have other refineries at Trombay and at Visakhapatnam. They are foreign owned. Their capital is foreign. Their management is foreign. They work on foreign crude, which we import at a huge cost. Profits are also taken away to foreign lands. These two public sector refineries at Gauhati and Barauni will suffer from none of these handicaps. They are hundred per cent Indian. Of course, the machinery is not Indian. It is imported. The capital and management are Indian. The motive with which they are running and they will run will be to enrich this country. I congratulate the Indian Refineries Limited on beginning this fine